فہم دین

رمضان کورس

www.KitaboSunnat.com

رمضان

شهر الرحمة والغفران

تالیف
فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر محبوب ابو عاصم حفظہ اللہ

نظر ثانی عبدالرحمن عزیز

الهداية
انٹرنیشنل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

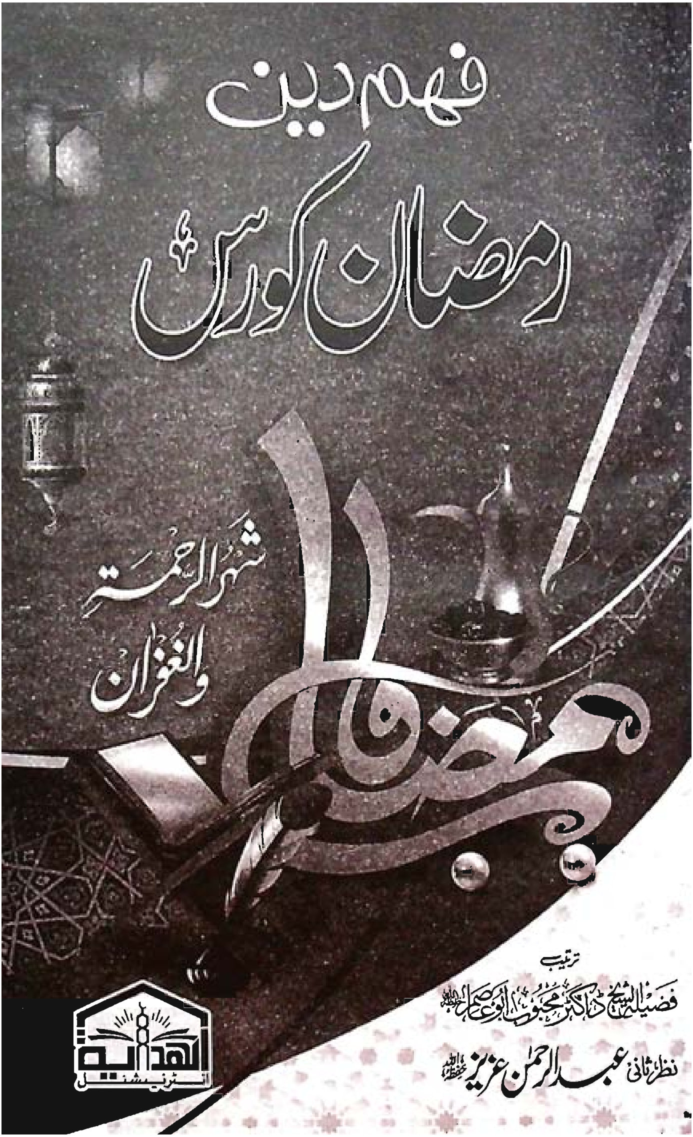

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق الہدایہ انٹرنیشنل محفوظ ہیں

فہم دین
رمضان کورس

ترتیب ________ فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر محبوب ابو عمار حفظہ اللہ

نظر ثانی ________ فضیلۃ الشیخ عبدالرحمن عزیز حفظہ اللہ

سن اشاعت ________ 2023ء

مطبع دار المصنفین
G/F-3 ہادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
0308-4131740 0300-4262092

ناشر
الہدایہ انٹرنیشنل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

❀ عقیدۂ مسلم 5

❀ طہارت ونماز 27

❀ احکامِ صیام 45

❀ اخلاقیات 65

❀ صبح وشام کے اذکار 108

❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عقیدۂ مسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[کتاب کے اس حصے میں ہم توحید کی کچھ تفصیلات پڑھیں گے، اس کے علاوہ ان چیزوں کے متعلق بھی پڑھیں گے جو توحید کے منافی یا شرک کے زمرے میں آتی ہیں]

عقیدہ عقد سے ہے، جس کا معنی ہے جوڑنا اور باندھنا جیسے نکاح کو عقد نکاح کہتے ہیں کیونکہ نکاح کے ذریعے ایک مرد اور عورت کو باہم باندھ دیا جاتا ہے۔ شریعت میں عقیدے سے مراد ایمان ہے اور ایمان کا معنی ہے کہ دل سے کچھ چیزوں کو ماننا، پھر اس کے مطابق زندگی بسر کرنا۔ ایمانیات میں اولین اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ہے، یعنی سب سے پہلے مانا جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی کو توحید کہا جاتا ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کی ذات یا اس کی کسی صفت میں کسی دوسرے شخص یا چیز کو شامل کر دیا، یا اللہ تعالیٰ کے اختیارات کسی دوسری ہستی میں تسلیم کر لئے تو یہ شرک ہے، اور شرک اسلام میں سب سے بڑا گناہ ہے، جس کی دنیا میں معافی مانگی جائے تو معاف ہوجاتا ہے، لیکن اگر اسی عقیدے پر موت آ گئی تو کسی صورت معافی نہیں ہوگی۔

اسلام اور ایمان

ایمان تین چیزوں کا نام ہے: دل سے تسلیم کرنا، لوگوں کے سامنے اس کا زبان سے اقرار کرنا، اور اس کے مطابق اعمال کرنا۔ جو شخص یہ تینوں کام کرتا ہے اسے مومن کہا جاتا ہے۔ جو شخص ان تینوں چیزوں کا یا کسی ایک چیز کا منکر ہو وہ کافر ہے، البتہ جو دل میں ایمان نہ لائے لیکن زبان سے اس کا اظہار کرے وہ منافق ہے، یہ بھی درحقیقت کافر ہوتا ہے۔ البتہ جو دل سے مانتا ہو اور زبان سے اس کا اظہار بھی کرتا ہو لیکن اس کے مطابق عمل نہ کرتا ہو اسے فاسق کہتے ہیں، اگر وہ عمل کا منکر ہوگا تو کافر سمجھا جائے گا، ورنہ بے عمل اور گناہ گار۔

بنیادی طور پر چھ (6) چیزوں پر ایمان لانا فرض ہے، ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرنا یا شریعت کے تقاضے کے مطابق نہ ماننا کفر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا معنی مطیع و فرمانبردار ہونا ہے، اسی سے ہمارے ہاں ایک لفظ ہے سرِ تسلیم خم کرنا، یعنی کسی کی بات مانتے ہوئے سر جھکا دینا۔ لیکن لفظ 'اسلام' کا استعمال دو چیزوں پر ہوتا ہے: ایک، پورے دین کا نام اسلام ہے۔ دوسرا، دین کے ظاہری اعمال پر اسلام کا لفظ بولا جاتا ہے جیسا کہ درج ذیل حدیث میں ہے۔

۱: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ، وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا)) ...... قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ، قَالَ: ((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ)).

[صحيح البخاری :50، صحيح مسلم :8]

" حضرت عمر بن خطاب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے کہ باہر سے ایک شخص آیا جس کے کپڑے بالکل سفید اور بال نہایت سیاہ تھے، اس پر سفر کے نشانات بھی نہیں تھے، اور ہم میں سے کوئی اسے جانتا بھی نہیں تھا، (یعنی مدینہ کا رہائشی بھی نہیں تھا اور آثار سے مسافر بھی نہیں لگتا تھا) نبی اکرم کے گھٹنے کے ساتھ گھٹنا جوڑ کر بیٹھ گیا اور اپنے ہاتھ اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رانوں پر رکھ لیے، اور عرض کرنے لگا: اے محمد! مجھے اسلام کے متعلق بتائیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، اور بلاشبہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور نماز پڑھو، زکاۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور اگر بیت اللہ تک پہنچ سکو تو اس کا حج کرو۔۔۔ پھر اس نے کہا: مجھے ایمان کے متعلق بتائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ پر ایمان لاؤ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، آخرت کے دن اور اچھی بری تقدیر کو مانو۔''

نوٹ:...... ایمانیات میں بھی اللہ پر اور رسول پر ایمان کا تذکرہ ہے، اور اسلام میں بھی اللہ اور رسول اللہ کی گواہی دینے کا ذکر ہے، دونوں میں فرق یہ ہے کہ ایمانیات میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے ذکر سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے معبود برحق ہونے کا یقین کیا جائے اور رسولوں کو دل سے مانا جائے۔ اور اسلام میں ان کا تذکرہ کرنے کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد ﷺ کی رسالت کی باقاعدہ زبان سے گواہی دی جائے۔

اللہ تعالیٰ کے بندوں پر حقوق:

اللہ تعالیٰ کو مان لینا اور اس کی توحید کا اقرار کر لینا کافی نہیں ہے، بلکہ ایمان لانے سے اللہ تعالیٰ کے بندے پر کچھ حقوق عائد ہوتے ہیں، انہیں ادا کرنا فرض ہے۔ اگر اللہ کے حقوق ادا نہ کیے جائیں تو ایمان لانا بے معنی ہو جاتا ہے اور بندے کا اللہ تعالیٰ پر کوئی حق ثابت نہیں ہوتا۔

عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عُفَيْرٌ، فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ، هَلْ تَدْرِي حَقَّ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ، وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ؟))، قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَحَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُعَذِّبَ مَنْ لاَ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا)) [صحيح البخاري: 2856]

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں ایک مرتبہ نبی ﷺ کے پیچھے گدھے پر سوار تھا اور اس گدھے کا نام عفیر تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا اس کے بندوں پر کیا حق ہے؟ اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟'' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ صرف اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو کوئی اس کا شریک نہ ٹھہرائے اللہ تعالیٰ اسے عذاب نہ دے۔''

رزق صرف اللہ کے اختیار میں ہے:

رزق سے مراد صرف کھانا پینا نہیں جیسا کہ ہمارے ہاں سمجھا جاتا ہے، بلکہ رزق سے مراد انسان کی تمام ضروریات ہیں۔ رزق دینا یا اس میں کمی وبیشی کرنا خالص اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے۔ لہٰذا رزق طلب کرنا ہو تو اللہ ہی سے مانگنا چاہیے، کسی دوسری ہستی سے رزق طلب کرنا شرک ہے، اسی لیے انبیاء کرام کی دعوت میں یہ بات باقاعدہ شامل تھی کہ وہ لوگوں کو کہتے تھے کہ اپنی تمام ضروریات اللہ ہی سے مانگیں۔

﴿وَ اِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾﴾ [العنكبوت: 17-16]

''اور ابراہیم کو یاد کرو جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو۔ اگر تم سمجھ رکھتے ہو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ تم تو اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتے اور جھوٹی باتیں بناتے ہو جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو وہ تم کو رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے پس اللہ ہی کے ہاں سے رزق طلب کرو اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے۔"

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپ کے جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اللہ ہی سے مانگیں، کسی دوسری ہستی سے نہ مانگیں۔ (سنن ترمذی: ۳۶۰۴)

مدد صرف اللہ سے مانگنی چاہیے:

انسان کی زندگی میں کئی قسم کی مشکلات اور پریشانیاں آتی رہتی ہیں، ایمان باللہ کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ یہ یقین رکھے کہ نفع دینا اور نقصان سے بچانا صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسری ہستی کے اختیار میں نفع و نقصان نہیں ہے، لہٰذا مسلمان کو چاہیے کہ ہر نفع حاصل کرنے اور ہر طرح کے نقصان سے بچنے کے لیے صرف اللہ کو پکارے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَقَالَ: ((يَا غُلَامُ إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ، احْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ، وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ)) هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[سنن الترمذي:2516]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری پر پیچھے تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اے لڑکے! بے شک میں تمہیں چند اہم باتیں بتلا رہا ہوں: تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تم اللہ کے حقوق کا خیال رکھو اسے تم اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سے مانگو، جب تم مدد چاہو تو صرف اللہ سے مدد طلب کرو، یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بات جان لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچانے کے لئے جمع ہو جائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے، قلم اٹھا لیے گئے اور (تقدیر کے) صحیفے خشک ہو گئے ہیں''۔

ہر مشکل میں صرف اللہ کو پکارا جائے:

مشرکین عرب عام طور پر اللہ تعالیٰ کو بھی مانتے تھے، اور اس کے علاوہ ساتھ ساتھ نبیوں، ولیوں کو بھی پوجتے تھے، انہیں خوش کرنے کے لیے ان کے مزار اور دربار بنا رکھے تھے، جن میں ان کی تصویریں اور بعض کے بت بنا رکھے تھے۔ ان کی پوجا کرتے اور ان سے دعائیں مانگتے تھے۔ دوران سفر کسی صحرا اور جنگل میں کوئی مشکل پیش آتی تو جنوں سے مدد طلب کرتے تھے، لیکن جب سمندری سفر کرتے اور وہاں طوفان وغیرہ میں گھر جاتے تو خالص اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے، ان کا ماننا تھا کہ سمندر میں صرف اللہ تعالیٰ ہی مدد کر سکتا اور مشکلات سے نجات دے سکتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کر کے کشتی کو کنارے لگا دیتا تو باہر نکل کر پھر ولیوں اور بزرگوں کو پکارنے لگتے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ﴾ [العنکبوت: 65]

''پھر جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے ہیں خالص کرتے ہوئے اسی کے لیے اطاعت کو۔ لیکن جب وہ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے پھر شرک کرنے لگ جاتے ہیں''۔

غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے:

اپنی بات کو سچا ثابت کرنے کے لیے کسی عظیم ذات کی قسم اٹھائی جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ جس کی قسم اٹھاتا ہے اسے اپنی بات پر گواہ بناتا ہے، اور خود کو اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حوالے کرتا ہے کہ اگر میں اپنی بات میں جھوٹ بول رہا ہوں تو وہ مجھے سزا دے۔ چونکہ ساری دنیا پر نگہبان اور گواہ صرف اللہ ہے، اور سزا دینے کا اختیار اسی کے پاس ہے، اس لیے صرف اللہ کی قسم اٹھانی چاہیے۔ کوئی دوسری ہستی اللہ تعالیٰ جیسی عظمت نہیں رکھتی۔ اگر کوئی شخص کسی دوسری ہستی کی قسم اٹھاتا ہے تو وہ گویا اسے اللہ کی طرح عظیم سمجھتا ہے اور وہ شرک کا مرتکب ہوتا ہے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، قَالَ: سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ، رَجُلًا يَحْلِفُ: لَا وَالْكَعْبَةِ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ أَشْرَكَ))

[سنن أبي داود: 3251]

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نے سنا کہ ایک شخص کعبہ کی قسم کھا رہا تھا تو انہوں نے اس سے کہا: بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے "جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔"

بدشگونی لینا شرک ہے:

شگون کا معنی ہوتا ہے کسی چیز کا اثر قبول کرنا، اور بدشگونی کا معنی ہے برا اثر لینا، یعنی کسی چیز کے متعلق یہ سمجھنا کہ فلاں چیز میری زندگی کے معاملات میں برا اثر ڈال سکتی ہے۔ جیسے کالی بلی راستہ کاٹ جائے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ اب کام نہیں ہوگا۔ کسی بستی میں الو بولے تو سمجھتے ہیں کہ یہ بستی اجڑ جائے گی۔ صبح سویرے کسی غریب آدمی کا چہرہ دیکھ لیا تو کہتے ہیں کہ آج کا دن برا گزرے گا۔ اس میں چونکہ آدمی اللہ کے علاوہ ایک چیز کو اپنے کام بگاڑنے والا سمجھ لیتا ہے، اس لیے شریعت اسلامیہ نے اسے شرک قرار دیا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الطِّيَرَةُ شِرْكٌ، الطِّيَرَةُ شِرْكٌ، ثَلَاثًا، وَمَا مِنَّا إِلَّا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ)) [سنن أبي داوٗد : 3910، صحيح]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے۔“ تین بار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور ہم میں سے ہر ایک کو کوئی نہ کوئی وہم ہو ہی جاتا ہے، مگر اللہ عزوجل اسے توکل کی برکت سے زائل کر دیتا ہے۔“

علماء اور اولیاء کو رب بنالینا:

کسی چیز کا حکم دینا، کسی کام سے منع کرنا، کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا، یہ خالص اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے، حتیٰ کہ یہ اختیار نبی ﷺ کے پاس بھی نہیں ہے، حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے لیے شہد کو حرام قرار دے لیا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ﴾ [التحریم: 1]

”اے نبی! آپ نے اس چیز کو کیوں حرام قرار دیا جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے۔“

جب نبی ﷺ کسی چیز کو اپنی طرف سے حلال یا حرام نہیں کر سکتے تو عام عالم کے پاس یہ اختیار کیونکر ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص سمجھتا ہے کہ کسی عالم یا پیر اور بزرگ کے پاس یہ اختیار ہے یا وہ عملاً اپنے کسی عالم یا بزرگ کے حکم کے مطابق چیزوں کو حلال یا حرام سمجھتا ہے تو وہ اسے رب کے درجے پر فائز کر رہا ہے، اور یہ شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں اور عیسائیوں کے متعلق فرمایا:

﴿ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ ﴾ [التوبة: 31]

”انہوں نے اپنے علماء اور مشائخ اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے سوا معبود بنا لیا حالانکہ ان کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ معبود واحد کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں (کیونکہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پاک ہے۔“

فائدہ: جب یہ آیت نازل ہوئی تو عدی بن حاتم طائی نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، عیسائی تھے وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا: ہم نے تو آج تک اپنے علماء اور پیروں کو رب نہیں کہا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم ان کی حلال کردہ چیز کو حلال اور حرام کردہ چیزوں کو حرام سمجھتے ہو یا نہیں؟ عدی نے کہا: جی یہ بات تو درست ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہی ان کو رب بنانا ہے۔

ریاکاری شرک ہے:

لا اله الا اللّٰه کا معنیٰ ہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو معبود برحق مانا جائے، یعنی ہماری عبادتوں کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے۔ اب اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسری ذات کو خوش کرنے کے لیے کوئی عمل کرتا ہے تو وہ گویا اس ذات کو اللہ کا مقام و مرتبہ دے رہا ہے، اسی کو ریاکاری کہتے ہیں یعنی وہ کسی دوسرے شخص کو دکھانے کے لیے کام کرتا ہے، تو یہ شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ گوارہ نہیں کرتی کہ بندہ کسی دوسرے کے لیے عمل کرے۔ اگر کوئی شخص ایک عمل میں اللہ کی بھی نیت کر لے اور ساتھ ساتھ کسی دوسرے کو بھی خوش کرنے کی نیت کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے عمل کو بھی رد کر دے گا۔

عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ)) قَالُوا: وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الرِّيَاءُ، يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: إِذَا جُزِيَ النَّاسُ بِأَعْمَالِهِمْ: اِذْهَبُوا إِلَى الَّذِينَ كُنْتُمْ تُرَاءُونَ فِي الدُّنْيَا فَانْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً)) [مسند أحمد: 23630]

سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے تمہارے حق میں سب سے زیادہ ڈر شرک اصغر کا ہے۔“ صحابہ نے عرض کیا: شرک اصغر کیا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:"ریاکاری کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن جب لوگوں کو بدلہ دے گا تو ریاکاروں سے کہے گا: ان ہستیوں کی طرف چلے جاؤ، جن کو دنیا میں دکھانے کے لیے عمل کرتے تھے اور دیکھ آؤ آیا ان کے پاس کوئی بدلہ ہے؟"

غیر اللہ کو خوش کرنے کے لیے ذبح کرنا:

کائنات کی ہر چیز کا خالق و مالک صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، لہٰذا جب ثواب کے لیے کوئی چیز صدقہ کرنا ہو تو اللہ کے لیے کیا جائے۔ اسی طرح جب کوئی جانور ذبح کرنا ہو تو اس پر اللہ کا نام لیا جائے اور اللہ ہی کو خوش کرنے کے لیے دیا جائے۔ اگر کوئی شخص جانور ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیتا ہے یا غیر اللہ کو خوش کرنے کے لیے جانور دیتا ہے جیسے لوگ درباروں، مزاروں اور اولیاء کے نام پر جانور وقف کرتے ہیں تو یہ شرک ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ الْمَنَارَ))

[صحیح مسلم:1978]

''جو شخص غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے اس پر اللہ لعنت کرے، اور جو شخص کسی بدعتی کو پناہ دے اس پر اللہ لعنت کرے، اور جو شخص اپنے والد پر لعنت کرے اس پر اللہ کی لعنت ہے، اور جس شخص نے زمین (کی حد بندی) کا نشان بدلا اس پر اللہ لعنت کرے۔''

غیر اللہ کو سجدہ کرنا:

عبادات میں سب سے عظیم ترین اور اللہ کو محبوب ترین عبادت سجدہ ہے، بندہ سب سے زیادہ اپنے رب کے قریب سجدے میں ہوتا ہے۔ سجدہ اللہ کا حق ہے، اس لیے اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾ [فصلت: 37]

''نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو سجدہ کرو، صرف اس ذات کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے، اگر تم اللہ کی عبادت کرتے ہو۔''

اللہ کے محبوب بندوں انبیاء اور اولیاء کو سجدہ کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ))

[صحيح البخاري: 437، صحيح مسلم: 529]

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہودیوں کو غارت کرے، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا۔''

((عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَتَيْتُ الْحِيرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُونَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَقُلْتُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَحَقُّ أَنْ يُسْجَدَ لَهُ قَالَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ إِنِّي أَتَيْتُ الْحِيرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُونَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَحَقُّ أَنْ نَسْجُدَ لَكَ قَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِي أَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهُ؟ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَلَا تَفْعَلُوا لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ النِّسَاءَ أَنْ يَسْجُدْنَ لِأَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ مِنَ الْحَقِّ.)) [سنن أبي داود: 2140]

سیدنا قیس بن سعد ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حیرہ گیا، تو میں نے دیکھا کہ وہ لوگ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں تو میں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ ان کو سجدہ کیا جائے۔ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بتایا کہ میں حیرہ گیا، تو دیکھا کہ وہ لوگ اپنے سردار کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سجدہ کرتے ہیں تو اے اللہ کے رسول! آپ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ ہم آپ کے سامنے سجدہ ریز ہوں۔ آپ نے فرمایا: "بھلا بتا کہ اگر تو میری قبر پر گزرتا تو کیا اسے سجدہ کرتا؟" میں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا: "تو ایسا نہ کرو۔ اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا کہتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بیوی پر شوہر کا بہت حق رکھا ہے۔"

اللہ کے ہاں کوئی شفاعت نہیں کر سکتا:

عام طور پر لوگ پیروں، فقیروں کی پوجا پاٹ اس نظریے سے کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے ہاں ہماری سفارشیں کرتے ہیں، اور قیامت کے دن بھی ہماری شفاعت کریں گے۔ ان کا یہ نظریہ خود ساختہ ہے، قیامت کے دن نجات کا مدار ایمان اور عمل صالح پر ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء یا اپنے چند خاص بندوں کو سفارش کرنے کی اجازت دے گا، کوئی شخص از خود شفاعت کرنے کی ہمت نہیں کر سکے گا اور نہ ہم اپنے ذہن سے کسی کو شفاعت کا مستحق قرار دے سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهُمْ وَ لَا یَنْفَعُهُمْ وَ یَقُوْلُوْنَ هٰۤؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۱۸﴾ [یونس: 18]

"اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں۔ جو نہ ان کا کچھ بگاڑ ہی سکتی ہیں اور نہ کچھ بھلا ہی کر سکتی ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔ کہہ دو کیا تم اللہ کو ایسی چیز بتاتے ہو جس کا وجود اسے نہ آسمانوں میں معلوم ہوتا ہے اور نہ زمین میں۔ وہ پاک ہے اور اس کی شان ان کے شرک کرنے سے بہت بلند ہے۔"

رسول اللہ ﷺ کے پاس خدائی اختیارات نہیں تھے:

نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے عظیم اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے باوجود آپ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کے اختیار میں سے کچھ نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَ مَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴾ [الأعراف: 188]

''کہہ دو کہ میں اپنے فائدے اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا مگر وہ جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو بہت سے فائدے جمع کر لیتا اور مجھ کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو صرف مومنوں کو ڈر اور خوشخبری سنانے والا ہوں۔''

مزید اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَ لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴾ [الأنعام: 50]

''کہہ دو کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ (یعنی نور) ہوں۔ میں تو صرف اس حکم پر چلتا ہوں جو مجھے اللہ کی طرف سے آتا ہے۔ کہہ دو کہ بھلا اندھا اور آنکھ والا برابر ہوتے ہیں؟ تو پھر تم غور کیوں نہیں کرتے؟''

﴿وَ لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَ لَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّ لَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّيْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ [هود: 31]

''اور میں نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ ان لوگوں کی نسبت جن کو تم (مسلمان ہونے کی وجہ سے) حقارت کی نظر سے دیکھتے ہو یہ کہتا ہوں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ ان کو بھلائی یعنی اعمال کی جزا نہیں دے گا۔ جو انکے دلوں میں ہے اسے اللہ خوب جانتا ہے۔ اگر میں ایسا کہوں تو ظالموں میں ہو جاؤں۔"

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝﴾ [النمل: 65]

"کہہ دو کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں اللہ کے سوا غیب کی باتیں نہیں جانتے اور نہ یہ جانتے ہیں کہ وہ کب زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔"

نوٹ:...... اگر اللہ کے انبیاء علیہم السلام خصوصا محمد ﷺ کو اللہ کے اختیارات میں سے کوئی اختیار حاصل نہیں ہے تو کسی دوسرے شخص کے پاس کیسے اختیار ہو سکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی شان میں غلو کرنا:

تمام انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے نمائندے ہیں، اللہ کا پیغام اس کے بندوں تک قولی اور عملی طور سے پہنچانا ان کی ذمہ داری ہے۔ ہم پر فرض ہے کہ انبیاء علیہم السلام جو ہیں ویسے ہی ان کو تسلیم کریں، ان کی شان میں اپنی طرف سے کوئی بات شامل نہ کریں، جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ پیدائش دیکھی تو انہیں اللہ کا بندہ ماننے کی بجائے اللہ کا بیٹا اور اس کی بادشاہت میں حصہ دار قرار دے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کے اس عمل کو کفر قرار دیا، فرمایا:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ﴾ [المائدۃ: 72]

"البتہ ان لوگوں نے کفر کیا جنھوں نے مسیح بن مریم کو اللہ قرار دے دیا۔"

قیامت کے دن حضرت عیسیٰ سے پوچھا جائے گا کہ کیا انہوں نے لوگوں کو یہ تعلیم دی تھی کہ اللہ کی بادشاہت میں شریک سمجھیں۔ فرمایا:

﴿وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۤ بِحَقٍّ ۭ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۭ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِيْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ ۚ وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَ اَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ ﴾

[المائدة: 116، 117]

''اور اس وقت کو بھی یاد رکھو جب اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری والدہ کو معبود بنالو؟ وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے مجھے کیسے لائق تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کچھ حق نہیں۔ اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو تجھ کو معلوم ہوگا کیونکہ جو بات میرے جی میں ہے تو اسے جانتا ہے اور جو تیرے جی میں ہے اسے میں نہیں جانتا۔ بے شک تو علام الغیوب ہے۔ میں نے ان سے کچھ نہیں کہا بجز اسکے جس کا تو نے مجھے حکم دیا وہ یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے۔ اور جب تک میں ان میں رہا ان کے حالات کی خبر رکھتا رہا پھر جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھا لیا تو تو ہی انکا نگران تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے۔''

ہمارے لوگوں نے بھی ان سے عبرت حاصل کرنے کی بجائے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو نور من نور اللہ کہہ کر اللہ کی ذات کا حصہ قرار دے دیا اور آپ سے مدد مانگنے لگے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، سَمِعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا تُطْرُونِي، كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ، فَقُولُوا عَبْدُ اللّٰهِ، وَرَسُولُهُ)) [صحيح البخاري: 3445]

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمرؓ کو برسر منبر یہ کہتے ہوئے سنا: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم کو بڑھایا۔ میں تو اللہ کا بندہ ہوں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس لیے تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔''

شرک معاف نہیں ہوگا

دنیا کے ہر قانون اور نظام میں چھوٹی موٹی غلطیاں معاف کر دی جاتی ہیں، لیکن کسی بھی قانون میں ریاست اور نظام کے خلاف بغاوت برداشت نہیں کی جاتی ۔شرک دراصل اللہ تعالیٰ کے خلاف بغاوت اور سرکشی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا ہے کہ وہ ہر گناہ معاف کر دیتا ہے، لیکن شرک جو اس کے خلاف بغاوت ہے کسی صورت معاف نہیں کرے گا۔ ہاں اگر کوئی شخص دنیا میں موت کے آثار شروع ہونے سے پہلے سچے دل سے توبہ کر لے تو شرک بھی معاف ہوسکتا ہے، لیکن اگر شرک پر موت آ گئی تو قیامت کے دن ہرگز یہ معاف نہیں ہوگا۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَأَزِيدُ، وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَاؤُهُ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا أَوْ أَغْفِرُ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا، وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَمَنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً، وَمَنْ لَقِيَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطِيئَةً لَا يُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَقِيتُهُ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً.)) [صحيح مسلم: 2687]

حضرت ابوذرؓ نے روایت کی، کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے: جو شخص ایک نیکی لے کر آتا ہے، اسے اس جیسی دس ملتی ہیں اور میں بڑھا (بھی) دیتا ہوں اور جو شخص برائی لے کر آتا ہے تو اس کا بدلہ اس جیسی ایک برائی ہے یا (چاہوں تو) معاف کر دیتا ہوں، جو ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جو ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھوں کے پھیلاؤ جتنا اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جو میرے پاس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چلتا ہوا آتا ہے، میں اس کے پاس دوڑتا ہوا جاتا ہوں اور جو مجھ سے پوری زمین کی وسعت بھر گناہوں کے ساتھ ملاقات کرتا ہے (اور) میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتا، میں اتنی ہی مغفرت کے ساتھ اس سے ملاقات کرتا ہوں۔"

سنت کی پیروی اور بدعات سے پرہیز:

جو عمل رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو، اسے سنت کہا جاتا ہے، اور بدعت کا معنی ہے نئی چیز، یعنی وہ عمل جو دین سمجھ کر ثواب کی نیت سے کیا جائے لیکن آپ ﷺ کی ذات بابرکات سے ثابت نہ ہو اسے بدعت کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ نئی اور ایجاد شدہ ہوتی ہے۔

عَنْ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، يَقُولُ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً، وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ، فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ: وَعَظْتَنَا مَوْعِظَةَ مُوَدِّعٍ، فَاعْهَدْ إِلَيْنَا بِعَهْدٍ، فَقَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا، وَسَتَرَوْنَ مِنْ بَعْدِي اخْتِلَافًا شَدِيدًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْأُمُورَ الْمُحْدَثَاتِ، فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ))

[سنن ابن ماجہ :42۔ صحیح]

حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور ایک متاثر کن وعظ فرمایا، جس سے دل (اللہ کی ناراضی اور عذاب سے) خوف زدہ ہو گئے اور آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے ہمیں ایسے نصیحت فرمائی ہے جس طرح رخصت ہونے والا نصیحت کرتا ہے، آپ ہم سے کوئی عہد و پیمان لے لیجیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور حکم سن کر تعمیل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرو اگر چہ (تمہارا حاکم) کوئی حبشی غلام ہو۔ اور تم میرے بعد سخت اختلاف دیکھو گے، تو میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو اختیار کرنا، اسے ڈاڑھوں سے پکڑ کر رکھنا، (یعنی اس پر مضبوطی سے قائم رہنا) اور نئے نئے کاموں سے پرہیز کرنا، کیوں کہ ہر بدعت (یعنی نیا کام) گمراہی ہے۔"

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ: ((اتَّبِعُوا وَلَا تَبْتَدِعُوا، فَقَدْ كُفِيتُمْ كُلَّ ضَلَالَةٍ)) [البدع لابن وضاح :13]

"حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرو، بدعات سے پرہیز کرو، کیونکہ یہ ہر گمراہی سے بڑھ کر ہے۔"

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)) [صحيح البخاري، معلقا قبل الحديث:2142،صحيح مسلم :1718]

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایسا کام کرے جس کا حکم ہم نے نہیں دیا تو وہ مردود ہے۔"

انسانی زندگی پر ستاروں کا کوئی اثر نہیں ہے:

اللہ تعالیٰ نے آسمان پر چمکنے والے ستاروں کو صرف دو مقاصد کے لیے تخلیق کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَ جَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝﴾ [الملك: 5]

"اور البتہ تحقیق ہم نے آسمانِ دنیا کو چراغوں کے ذریعے خوبصورت بنایا اور ہم نے انہیں بنایا شیاطین کو مارنے کے لیے، اور ہم نے ان کے لیے بھڑکتا ہوا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

اس کے علاوہ یہ سمجھنا کہ ستارے انسان کی قسمت پر یا کائنات کے دوسرے کاموں پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اثر انداز ہوتے ہیں۔تو یہ شرک ہے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلَى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلَةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهِ فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي وَمُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ ۔

[صحیح بخاری: 846]

حضرت زید بن خالد جہنی ؓ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے مقام حدیبیہ پر بارش کے بعد جو رات آئی، اس میں ہمیں نماز فجر پڑھائی۔ فراغت کے بعد لوگوں کی طرف رخ کر کے بیٹھے، پھر فرمایا: ''تم جانتے ہو کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ) میرے بندوں میں سے کچھ میرے ساتھ ایمان لائے اور کچھ نے کفر کی روش اختیار کی۔ جس نے کہا کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہم پر بارش ہوئی تو وہ مجھ پر ایمان لایا اور ستارے کا منکر ہے اور جس نے کہا کہ ہم پر فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی وہ میرا منکر اور ستارے پر ایمان لانے والا ہے۔''

نجومیوں کے پاس جانا:

جب ستارے انسانوں کی قسمت پر اثر انداز نہیں ہوتے ،تو ایسے لوگوں کے پاس جانا جو ستاروں کے ذریعے انسان کی قسمت کا حال بتاتے ہیں، شرک ہے۔

عَنْ صَفِيَّةَ، عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً))

[صحيح مسلم :2230]

''(حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اہلیہ) صفیہ نے نبی ﷺ کی ایک اہلیہ سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی، کہ آپ نے فرمایا: ''جو شخص کسی غیب کی خبریں سنانے والے کے پاس آئے اور اس سے کسی چیز کے بارے میں پوچھے تو چالیس راتوں تک اس شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی۔''

قبروں کے آداب:

دنیا میں شرک کا آغاز بزرگوں کی قبروں کی زیارات اور ان کی تعظیم سے ہوا تھا۔ بعد میں لوگوں نے ان بزرگوں کے بت بنا کر گھروں میں رکھ لیے، اور ان کی پوجا کرنے لگے۔ اسی لیے جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لے گئے تو آپ نے اہل مدینہ کو قبرستان کی زیارت کے لیے بھی جانے سے منع کر دیا۔ جب شرک اور توحید کے حوالے سے لوگوں کی تربیت ہوگئی تو آپ ﷺ نے انہیں قبرستان جانے کی اجازت دے دی۔ لیکن ساتھ تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

عَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ الْأَسَدِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ ((أَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ)) [صحيح مسلم :969]

ابو الہیاج اسدی سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: کیا میں تمہیں اس (مہم) پر روانہ نہ کروں جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے روانہ کیا تھا؟ (وہ یہ ہے) کہ ''تم کسی تصویر یا مجسمے کو نہ چھوڑنا مگر اسے مٹا دینا اور کسی بلند قبر کو نہ چھوڑنا مگر اسے (زمین کے) برابر کر دینا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ، وَالْمُتَّخِذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ)) [سنن الترمذي :320، و قال : حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ]

عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور قبروں پر مساجد بنانے والے اور چراغ جلانے والے لوگوں پر لعنت فرمائی ہے۔

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: ((نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ، وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ، وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ)) [صحيح مسلم:970]

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ کرنے، اس پر (مجاور بن کر) بیٹھنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع فرمایا۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طہارت ونماز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَحکامِ طہارت

مسواک کی اہمیت:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰی أُمَّتِیْ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ .))[صحیح البخاری، الجمعة : ۸۸۷۔ وصحیح مسلم: ۲۵۲ .]

''اگر مجھے اپنی اُمت کے مشقت و پریشانی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دے دیتا۔''

وضو:

نماز کی تیاری کے لیے مخصوص اعضا دھونے کو وضو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ﴾ (المائدۃ: ٦)

''اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو، اور اپنے سروں کا مسح کرو، اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو۔''

طریقہ وضو:

(1)...... دل سے وضو کی نیت کریں۔ نیت کے الفاظ زبان سے نہ کہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے یا نماز پڑھتے وقت زبان سے نیت کے الفاظ ادا نہیں فرماتے تھے۔ دوسرا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ دلوں کے حال جانتا ہے، لہٰذا نیت کا اظہار لفظوں میں کرنے کی ضرورت نہیں۔

(2)...... پھر بِسْمِ اللّٰہ (شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے) پڑھیں۔

(3)...... پھر دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوئیں۔

(4)...... پھر تین مرتبہ کلی کریں اور تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھائیں اور بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے اسے صاف کریں۔

(5)...... پھر تین مرتبہ چہرہ دھوئیں۔ اور چہرہ کی حدودِ اربعہ: دائیں کان سے بائیں کان تک، اور پیشانی کے بالوں کے اُگنے کی جگہ سے لے کر (ٹھوڑی) کے نیچے تک ہیں۔

(6)...... پھر ایک چلو لے کر اسے ٹھوڑی کے نیچے داخل کر کے داڑھی کا خلال کریں۔

(7)...... پھر دونوں بازو کہنیوں تک دھوئیں، پہلے دایاں پھر بایاں۔ ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کرلیں، اگر انگوٹھی وغیرہ پہنی ہو تو اسے بھی ہلالیں۔

(8)...... پھر ایک مرتبہ سر کا مسح کریں: دونوں ہاتھ گیلے کریں پھر انہیں سر کے شروع سے لے کر سر کے آخر (گدی) تک لے جائیں اور پھر شروع تک واپس لے آئیں۔

(9)...... پھر دونوں کانوں کا مسح اس طرح کریں کہ دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیاں کانوں کے سوراخوں میں ڈالیں اور ان میں بنے ہوئے راستوں میں گھمائیں، اور انگوٹھے کانوں کی پشت پر پھیر دیں۔

نوٹ: ...... گردن کا علیحدہ مسح کرنے کے بارے میں علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گردن کے مسح کے بارے میں قطعاً کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں۔ (زاد المعاد : ۱۹۵)
یعنی اس حوالے سے جو روایات پیش کی جاتیں ہیں سب ضعیف ہیں۔

(10)...... پھر تین بار دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئیں، پہلے دایاں پاؤں، پھر بایاں پاؤں۔ نیز پاؤں کی انگلیوں کا خلال کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وضو کے بعد کی دعا:

أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ . [صحيح مسلم، الطهارة : ٢٣٤]

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، اُس کی ذات تنہا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔"

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ .

[للترمذی، الطهارة : ٥٥]

"اے اللہ مجھے کثرت سے توبہ کرنے والوں میں سے بنا، اور مجھے اچھی طرح طہارت کرنے والوں میں سے بنا۔"

نواقض وضو:

مندرجہ وجوہات سے وضوٹوٹ جاتا ہے:

پیشاب، پاخانہ، ہوا، بے ہوشی، گہری نیند، جن چیزوں سے غسل فرض ہوتا ہے ان سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔

غسل

غسل سے مراد نہانا ہے جماع، احتلام، حیض اور نفاس کے بعد غسل کرنا واجب ہے۔

طریقۂ غسل:

(1):......دل سے طہارت کی نیت کریں اور نیت کے الفاظ زبان سے نہ کہیں۔

(2):......پھر بِسْمِ اللّٰهِ (شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے) پڑھیں۔

(3):......سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو پہلے دونوں ہاتھ (پہنچوں تک) دھوتے، پھر وضو کرتے، جس طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز کے لیے وضو کرتے ہیں، پھر اپنی انگلیاں پانی میں داخل کرتے اور ان سے اپنے بالوں کی جڑوں میں خلال کرتے، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر تین چلو پانی سر پر ڈالتے، اس کے بعد سارے بدن پر پانی بہاتے۔

[صحيح البخاری ، الغسل : ٢٤٥ وصحيح مسلم ، الحيض: ٣١٦]

تیمّم

جس کو پانی نہ ملے یا پانی کے استعمال سے اسے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اسے وضو اور غسل کی بجائے مٹی سے تیمّم کر لینا چاہیے۔

طریقۂ تیمّم:

غسل یا وضو جس کے بدلے تیمّم کرنا ہو اس کی (دل میں) نیت کریں۔ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ سفر کی حالت میں، میں جنبی ہو گیا، اور پانی نہ ملنے کی وجہ سے خاک پر لیٹا اور نماز پڑھ لی، پھر (سفر سے واپسی پر) اپنا حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تمہارے لیے اس طرح کر لینا ہی کافی تھا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین پر ماریں پھر ان میں پھونک ماری، پھر اس سے اپنے چہرۂ مبارک اور دونوں ہتھیلیوں پر مسح کیا۔"

[صحيح البخاری ، التيمم : ٣٤٠۔ وصحيح مسلم ، الحيض : ٣٦٨]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کا طریقہ نماز

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي .)) [صحيح البخاري، الأذان : ٦٠١]

”تم اسی طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔“

نماز کی اہمیت:

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلَاةِ .))

[صحيح مسلم، كتاب الإيمان : ٨٢]

”بلاشبہ آدمی اور شرک وکفر کے درمیان فرق نماز کا چھوڑنا ہے۔“

اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

((اَلْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ .))

[سنن ترمذي، كتاب الإيمان : ٢٦٢١، سنن نسائي : ٤٦٤، سنن ابن ماجة: ١٠٦٩]

”ہمارے اور ان (کافروں) کے درمیان نماز قائم رکھنے کا عہد ہے، جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔“

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جس نے نماز ترک کر دی اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔“ [ابن أبي شيبة : ٧/ ٢١٨، السنن الكبرىٰ للبيهقي : ١/ ٣٥٧، ح : ١٦٧٣]

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''جو نماز چھوڑ دے اس کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔''

[مصنف ابن أبي شيبة : ٦/ ١٦٧ ، ح : ٣٠٣٨٨]

عبداللہ بن شقیق عقیلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ لا يَرَوْنَ شَيْئًا مِنَ الْأَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ .)) [سنن ترمذی ، كتاب الإيمان : ٢٦٢٢]

''نبی ﷺ کے صحابہ کرام نماز کے علاوہ کسی چیز کے چھوڑنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔''

(1):......اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق خوب اچھے طریقے سے وضو کرے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ)) [صحيح مسلم، الطهارة: ٢٢٤ .]

''نماز قبول نہیں ہوتی بغیر طہارت کے۔''

(2):......پورا جسم قبلہ رُخ کرے اور جو نماز پڑھنا چاہے اس کی دل میں نیت کر لے۔

(3):......مسنون یہ ہے کہ نمازی چاہے امام ہو یا اکیلا، اپنے آگے سترہ (اوٹ) رکھ لے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے۔[صحيح البخاری ، الصلاة : ٤٧٢]

(4):......''اللّٰہ اکبر'' کہہ کر تکبیر تحریمہ کہے اور نظر سجدہ کی جگہ پر رکھے۔

(5):......تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ کندھوں یا کانوں کی لو کے برابر اٹھائے۔

[صحيح مسلم ، الصلاة : ٣٩٠ و ٣٩١]

(6):......دونوں ہاتھ اپنے سینے پر اس طرح باندھے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر ہو۔[صحيح ابن خزيمة ١/ ٢٤٣ ، ح٤٧٩ ، و سنن ابی داؤد، الصلاة : ٧٥٠]

(7):......اس کے بعد مسنون یہ ہے کہ دعاءِ استفتاح پڑھے، اور وہ یہ ہے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

((اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِی وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰھُمَّ نَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ ، اَللّٰھُمَّ اغْسِلْنِیْ مِنَ الْخَطَایَا بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ .)) [صحیح البخاری، الاذان: ۷۱۱]

''اے اللہ! تو میرے درمیان اور میری خطاؤں کے درمیان اتنا فاصلہ کردے جتنا فاصلہ تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان رکھا ہے۔ اے اللہ! تو مجھے میری خطاؤں سے ایسا صاف کردے جیسے کپڑے کو میل کچیل سے صاف کر دیا جاتا ہے۔ اے اللہ! تو مجھے میری خطاؤں سے پانی، برف اور اُولوں سے دھو ڈال۔''

یہ دعا بھی پڑھی جا سکتی ہے:

((سُبْحٰنَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَلَا اِلٰـهَ غَیْرُكَ .)) [صحیح مسلم ، الصلوٰۃ: ۳۹۹]

''اے اللہ! تو پاک ہے، میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں، تیری ہی حمد وثنا کے ساتھ، تیرا نام بہت برکت والا ہے اور تیری شان بہت بلند و بالا ہے، تیرے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں۔''

ان کے علاوہ کوئی دوسری دعا بھی پڑھی جا سکتی ہے، افضل یہ ہے کہ مختلف نمازوں میں مختلف دعائیں باری باری پڑھیں۔ اتباع سنت کا یہی تقاضا ہے۔

پھر پڑھے:

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ .

''میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود (کے شر) سے۔''

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ .

''شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر سورۂ فاتحہ پڑھے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ .))

[صحيح البخاری، الاذان : ٧٢٣ وصحيح مسلم : ٣٩٤]

''جو شخص سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔''

اس کے بعد ''آمین'' کہے۔ اگر نماز جہری ہو تو ''آمین'' بلند آواز سے کہے اور اگر نماز سری (خاموش قراءت والی) ہو تو ''آمین'' آہستہ کہے۔

(8):...... پھر جہاں سے یاد ہو قرآن کریم کی تلاوت کرے۔ افضل یہ ہے، کہ نماز فجر میں لمبی سورت، ظہر وعصر اور عشاء میں درمیانی اور مغرب میں کوئی چھوٹی سورت پڑھے۔

(9):...... ''اللہ اکبر'' کہتے ہوئے اور رفع الیدن کرتے ہوئے رکوع کرے۔ سر کو کمر کے برابر رکھے، ہاتھ گھٹنوں پر رکھے، انگلیاں کھلی رکھے، اور اطمینان سے رکوع کرتے ہوئے پڑھے:

(ا) ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ .''

''پاک ہے میرا عظیم پروردگار۔''

یہ تسبیح کم از کم تین بار پڑھے، زیادہ پڑھنے کی کوئی حد نہیں ہے۔

(ب) ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ .''

[صحيح البخاری، الاذان : ٧٦١]

''پاک ہے تو اے اللہ! اے ہمارے رب، اور تیری ہی حمد وثنا ہے، اے اللہ! تو مجھے بخش دے۔''

(10):...... پھر رفع الیدین کرتے ہوئے رکوع سے سر اٹھائے اور یہ پڑھے:

''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ .''

''اللہ نے اُس شخص کی حمد قبول کر لی جس نے اس کی تعریف کی۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہے امام ہو (یا اکیلا) سب کو یہ دعا کہنی چاہیے۔ پھر حالتِ قیام میں پڑھے:

"رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ، حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ ، مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ ." [صحيح مسلم، الصلاة:٤٧٦]

"اے ہمارے رب! (میں تیری تعریف کرتا ہوں) اور تیرے ہی لیے بہت زیادہ پاکیزہ بادبرکت تعریفیں ہیں، آسمانوں کو بھرنے اور زمین کو بھرنے کے برابر، اور جو اِن دونوں کے درمیان (یعنی فضا) ہے، اس کے برابر اور اس کے بعد ہر اُس چیز کے برابر جو تو چاہے۔"

اس دعا کے بعد یہ دعا بھی پڑھ لے تو اچھا ہے:

اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ ، اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ ، وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ . [صحيح مسلم، الصلاة: ٤٧٧]

"اے حمد وثنا اور عظمت وبزرگی کے مالک، جو بھی کسی بندے نے (تیری شان میں) کہا تو اس سے زیادہ کا حقدار ہے، ہم سب تیرے بندے ہیں۔ جو تو عطا فرمائے اس کو کوئی روک نہیں سکتا، اور جسے تو روک دے اس کو کوئی دینے والا نہیں، اور تیرے (مقابلے میں) کسی کا مقام ومرتبہ اسے فائدہ نہیں دے سکتا۔"

(11)......اس کے بعد "اللّٰہ اکبر" کہتے ہوئے سجدہ میں چلا جائے۔ دونوں ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رُخ رکھے۔ ہاتھوں کی انگلیوں کو ملا کر رکھے۔ سجدہ میں سات اعضاء زمین پر ہونے چاہئیں: پیشانی اور ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے، اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کی اندرونی جانب۔ اور یہ پڑھیں:

"سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ."

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"پاک ہے میرا ربّ جو سب سے بلند و برتر ہے۔"

اسے تین بار یا اس سے زیادہ مرتبہ پڑھے۔

یہ دعا بھی ثابت ہے:

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ .

[صحیح البخاری ، الصلاۃ : ٧٨٤ و صحیح مسلم ، الصلوٰۃ : ٤٨٤]

"اے ہمارے ربّ، تو پاک ہے اور ہم تیری تعریف کرتے ہیں تو مجھے بخش دے۔"

اور کثرت سے دعا کرے۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوْا فِيْهِ الرَّبَّ ، وَاَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ ، فَقَمِنٌ اَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ)) [صحیح مسلم ، الصلوٰۃ : ٤٧٩]

"رکوع میں اپنے ربّ کی خوب عظمت بیان کرو، اور سجدہ میں خوب دعا مانگو، کیونکہ سجدہ کی دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہوتی ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بندہ اپنے ربّ کے سب سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے، تو اس میں خوب دعا کیا کرو۔"

لہٰذا نمازی کو چاہیے کہ وہ سجدہ میں اپنے لیے اور دیگر مسلمانوں کے لیے دنیا اور آخرت کی بہتری کی دعائیں مانگے۔

نماز فرض ہو یا نفل اپنے بازوؤں کو پہلوؤں سے ، پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو پنڈلیوں سے علیحدہ رکھے، اور کہنیوں کو زمین سے اٹھا کر رکھے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِعْتَدِلُوْا فِي السُّجُوْدِ ، وَلَا يَبْسُطْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ اِنْبِسَاطَ الْكَلْبِ .)) [صحیح البخاری، الاذان : ٧٨٨ وصحیح مسلم ، الصلاۃ : ٤٩٣]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''سجدہ میں اعتدال کو اختیار کرو اور کتے کی طرح بازو بچھا کر نہ رکھو۔''

(12):......اس کے بعد ''اللّٰہ اکبر '' کہتے ہوئے سجدہ سے سر اٹھائے، دائیں پاؤں کو کھڑا کر کے بائیں کو پھیلا کر اس پر بیٹھے اور اپنے ہاتھوں کو اپنی رانوں پر رکھے، اطمنان سے بیٹھے۔اور یہ دعا پڑھے:

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ، رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ، رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَارْزُقْنِی وَعَافِنِی وَاھْدِنِیْ وَاجْبُرْنِی .

[صحيح الترمذی : ٢٣٣]

''اے میرے ربّ! مجھے بخش دے، اے میرے ربّ! مجھے بخش دے، اے میرے ربّ! مجھے بخش دے، اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما، مجھے رزق دے، مجھے عافیت دے، مجھے ہدایت دے اور میرے نقصان کو پورا کر۔''

(13):......اس کے بعد ''اللّٰہ اکبر '' کہہ کر دوسرا سجدہ کرے۔

(14):......دوسرے سجدہ کے بعد سر اٹھاتے ہوئے ''اللّٰہ اکبر '' کہے، پھر تھوڑا سا بیٹھے جیسے کہ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھا تھا۔اس کو ''جلسہ استراحت'' کہتے ہیں۔

[صحيح الترمذی : ٢٣٤]

پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے۔

دعا استفتاح کی بجائے ''سورۃ فاتحہ'' پڑھے۔فاتحہ کے بعد جہاں سے با آسانی قرآن مجید پڑھ سکتا ہے پڑھے۔پھر اسی طرح دوسری رکعت ادا کرے جیسے پہلی رکعت ادا کی تھی۔

(15):......درمیان والا تشہد ہو تو دایاں پاؤں کھڑا کریں اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھیں۔اگر آخری تشہد ہو تو دایاں پاؤں کھڑا کر دیں اور بایاں پاؤں دائیں پاؤں کے نیچے سے باہر نکالیں اور زمین پر بیٹھیں، پھر تشہد پڑھیں:

((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.)) [صحيح البخاري، الصلاة: ٧٩٧]

”تمام قولی، فعلی اور مالی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں، سلام ہو آپ ﷺ پر اے اللہ کے نبی!، اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں آپ پر۔ اور سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔“

درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. [صحيح مسلم، الصلاة: ٤٠٥]

”اے اللہ! تو محمد ﷺ اور آلِ محمد ﷺ پر اپنی رحمت نازل فرما، جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم علیہ السلام پر رحمت نازل فرمائی ہے، بے شک تو ہی لائق حمد وثنا بڑائی اور بزرگی کا مالک ہے۔ اے اللہ! تو برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آلِ محمد ﷺ پر، جس طرح برکت نازل فرمائی تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم علیہ السلام پر، بے شک تو ہی تعریف کے لائق، بڑائی اور بزرگی کا مالک ہے۔“

دعائیں

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ.

[صحيح مسلم، مساجد: ٥٨٨]

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ! میں عذابِ قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور جہنم کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنہ سے۔''

اس کے بعد دوسری مسنون دعاؤں میں سے کوئی پڑھ لے، مثلاً:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ.))

''اے میرے اللہ! بے شک میں نے ظلم کیا اپنے آپ پر بہت زیادہ ظلم اور نہیں اُس کو کوئی معاف کر سکتا سوائے تیرے، بس مجھے معاف کر دے، بخشش تیرے ہی پاس سے ہے اور مجھ پر رحم فرما بے شک تو ہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔''

سیدنا اَنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے:

﴿ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾

(البقرۃ : 201)

''اے ہمارے ربّ! ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائی عطا کر اور جہنم کے عذاب سے بچا۔''

ثابت شدہ دعاؤں کے علاوہ بھی اپنے لیے دعا کی جا سکتی ہے۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو تشہد کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

((ثُمَّ یَتَخَیَّرُ مِنَ الدُّعَاءِ اَعْجَبَهُ اِلَیْهِ فَیَدْعُو))

[صحیح البخاری، الاذان: 797]

''پھر نمازی کو جو دعا اچھی لگے وہ دعا مانگ لے۔''

درمیان والے تشہد میں محض تشہد کے الفاظ پڑھ کر اگلی رکعت کے لیے کھڑا ہو سکتا ہے، لیکن درود شریف اور دعا پڑھنا افضل ہے۔ دوسرے تشہد میں تشہد لازمی طور پر درود اور دعا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھے۔

دعا سے فارغ ہونے کے بعد یہ الفاظ کہتے ہوئے دائیں اور بائیں سلام پھیر دے:

((اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ.))

"تم پر اللہ کی سلامتی اور رحمت ہو، تم پر اللہ کی سلامتی اور رحمت ہو۔"

مقتدی کے لیے ضروری ہے کہ امام کی اقتدا کرے، اس سے آگے بڑھنا جائز نہیں ہے۔ امام کے ساتھ ساتھ چلنا بھی مکروہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَلا تَخْتَلِفُوا عَلَيْهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا.)) [صحيح البخاری، الجماعة والامامة: ٦٨٩ وصحيح مسلم، الصلاة: ٤١٤]

"امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، اس لیے اس سے اختلاف نہ کرو، جب وہ "اللّٰه اكبر" کہے تم بھی "اللّٰه اكبر" کہو، اور جب وہ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه" کہے تو تم "ربنا ولك الحمد" کہو، اور جب وہ سجدہ کرے تو تم سجدہ کرو۔"

نماز کے بعد کے اذکار:

سلام پھیرنے کے بعد ایک بار کہیں اللہ اکبر، پھر تین بار پڑھیں: "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ" اور پھر یہ پڑھیں:

((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلامُ وَمِنْكَ السَّلامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلالِ وَالْاِكْرَامِ، لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ اَللّٰهُمَّ لا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ، لَا اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ ، لَــهُ النِّعْمَةُ وَلَــهُ الْفَضْلُ وَلَــهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ ، لَا اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَــهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ .))

[صحيح مسلم ، الصلاة : ٥٩٣-٥٩٤]

”اے اللہ تو سراپا سلامتی ہے، تیری طرف سے ہی سلامتی ملتی ہے، تو برکت والا ہے، اے بزرگی اور عزت والے اور اکرام واحسان کے مالک۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا سارا ملک ہے، اسی کی ساری تعریف ہے، اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ طاقت وقوت اللہ (کی مدد) کے بغیر ممکن نہیں۔ اے اللہ! جو تو دے اس کو کوئی منع کرنے والا نہیں اور جو تو نہ دے اسے کوئی دینے والا نہیں۔ اور نہیں فائدہ پہنچا سکتی صاحب حیثیت کو تیرے عذاب سے اس کی شان ومقام (کسی بھی کام میں)۔ کوئی معبود نہیں مگر اللہ، ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے۔ سب نعمتیں اُسی کی عطا کردہ ہیں اور اُسی کا فضل اور احسان ہے۔ اُسی کی سب اچھی تعریفیں ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم تو مکمل اخلاص کے ساتھ صرف اُسی کے دین کے ماننے والے ہیں اگرچہ کافر ناپسند کریں۔“

پھر 33 بار سبحان اللہ، 33 بار الحمد للہ، 33 بار اللہ اکبر، اور ایک بار یہ کلمہ پڑھے:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَــهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ .)) [صحيح مسلم ، الصلاة : ٥٩٧]

”اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کا یہ تمام ملک ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

اس کے علاوہ آیۃ الکرسی، سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نمازِ فجر اور مغرب کے بعد مذکورہ بالا سورتیں تین تین بار پڑھنا مستحب ہے۔

[السلسلة الصحيحة للالبانی : ١٥١٤]

فجر اور مغرب کے بعد مذکورہ اذکار کے بعد ان کلمات کو دس مرتبہ پڑھنا مستحب ہے:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ .))

[مسند احمد: ٤ / ٢٢٧]

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کا یہ تمام ملک ہے، تمام تعریفیں اُسی کے لیے ہیں، وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔''

یہ بھی نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ

امام کو چاہیے کہ ((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ)) پڑھ کر مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے۔ پھر باقی اذکار کرے۔

سنت مؤکدہ:

رہائشی ہوں تو درج ذیل بارہ رکعت سنت ضرور پڑھیں:

- فجر سے پہلے دو رکعت۔
- ظہر سے پہلے چار رکعت۔
- بعد میں دو رکعت۔
- مغرب کے بعد دو رکعت۔
- عشاء کے بعد دو رکعت۔

یہ بارہ رکعت رواتب (سنت مؤکدہ) کہلاتی ہیں۔ اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيْضَةٍ إِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ .))

[صحيح مسلم، صلاة المسافرين: ۷۲۸]

''جس کسی مسلم بندہ نے رات اور دن میں فرض نماز کے علاوہ بارہ رکعتیں (سنت) ثواب کی نیت سے ادا کیں، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔''

نبی کریم ﷺ حالت قیام میں یہ رکعات ہمیشہ پڑھا کرتے تھے، البتہ حالتِ سفر میں انہیں چھوڑ دیتے تھے۔ فجر کی دو رکعت سنت اور نمازِ وتر سفر اور قیام ہر حالت میں پڑھتے تھے۔

افضل بات یہ ہے کہ سنن مؤکدہ اور وتر نماز گھر میں پڑھے جائیں۔ لیکن اگر مسجد میں بھی پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَفْضَلُ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ .)) [صحيح البخاری، الجماعة و الامامة: ۶۹۸ وصحيح مسلم، صلاة المسافرين: ۷۸۱]

''فرض نماز کے علاوہ آدمی کی بہترین نماز وہ ہے جو گھر میں ہو۔''

☆......☆......☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روزہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

روزے کی اہمیت وفرضیت

❁ رمضان کا روزہ فرض ہے:

رمضان المبارک کے روزے اللہ رب العزت نے فرض کیے ہیں، اس کی فرضیت کے بارے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾ (البقرة: 183)

”اے ایمان والو! تم پر بھی ویسے ہی روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھے، تا کہ تم متقی بن سکو۔“

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ .)) (بخاری : 53) ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: ① اللہ کے ایک ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے کی گواہی دینا۔ ② نماز قائم کرنا۔ ③ زکوٰۃ ادا کرنا۔ ④ حج کرنا۔ ⑤ رمضان کے روزے رکھنا۔“

❁ بلا عذر رمضان کا روزہ چھوڑنے والوں کا انجام:

رمضان کے روزے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان روزوں کا چھوڑنا کبیرہ گناہ ہے اور روزہ چھوڑنے پر کیا سزا ملے گی اس بارے سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا خواب بیان کیا کہ آپ نے کچھ لوگوں کو الٹا لٹکے ہوئے دیکھا جن کی باچھیں چیر دی گئی تھیں اور ان سے خون بہہ رہا تھا، میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ تو جواب ملا: ”یہ وہ لوگ ہیں جو روزوں کے دنوں میں کھایا پیا کرتے تھے۔“ (صحیح ترغیب وترھیب : 1005)

☆......☆......☆

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

روزے کے فوائد، فضائل اور ثمرات

رمضان کے روزے افضل ترین عبادت الٰہی ہے، اللہ تعالیٰ نے سابقہ امتوں پر بھی اس کے روزے فرض کیے تھے، روزے کا مقصد مسلمان کو متقی بنانا ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل پیرا ہو اور جن کاموں سے اسے منع کیا گیا ہے ان سے رک جائے۔ ذیل میں ہم روزے کے فضائل پر چند ایک آیات اور احادیث بیان کرتے ہیں۔

(1) روزہ، گناہوں کی بخشش کا ذریعہ:

❁:...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) (صحیح بخاری : 1901) ''جس نے ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے تو اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔''

❁:...... رمضان کے روزے سال بھر کے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتے ہیں، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ ، وَرَمَضَانُ إِلٰى رَمَضَانَ ، مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ .)) (صحیح مسلم: 233) ''پانچ نمازیں، جمعہ دوسرے جمعہ تک اور رمضان دوسرے رمضان تک، ان گناہوں کا کفارہ ہیں جو ان کے درمیان ہوں، بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔''

❁:...... سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ .)) (صحیح بخاری : 1895) ''آدمی کے بیوی بچوں، اس کے مال اور اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے پڑوسی کے سلسلے میں آنے والے گناہوں کا کفارہ نماز، روزہ اور صدقہ ہیں۔''

(2) روزہ ایک ڈھال:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((الصيامُ جُنَّةٌ .)) (صحیح بخاری: 1904) ''روزہ ڈھال ہے۔'' نیز سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ((مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَعَّدَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا .)) (صحیح بخاری: 2840) ''جس نے اللہ کے راستے میں (اس کی رضا کے لیے) ایک دن روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو (جہنم کی) آگ سے ستر سال (کی مسافت تک) دور کر دیتا ہے۔''

(3) جنسی خواہشات اور اخلاق رذیلہ سے بچنے کا ذریعہ:

اللہ تعالیٰ نے روزوں کی فرضیت کا مقصد حصول تقویٰ قرار دیا ہے۔ فرمایا: ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝﴾ (البقرة: 183) اسی تقویٰ کی وجہ سے ہی انسان اپنے لیے حلال کی گئی چیزوں سے بھی بچتا ہے حتیٰ کہ اپنی بیوی سے بھی جنسی خواہش پوری نہیں کرتا، یعنی اس کے دل میں اللہ کا ڈر پیدا ہو جاتا ہے جو اسے ہر قسم کی برائی سے بچاتا ہے گویا کہ یہ روزہ ایک مومن کے لیے گناہوں کے آگے ایک ڈھال بن جاتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نوجوان تھے نکاح کرنے کے لیے ہمارے پاس کچھ نہیں تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: ((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ .)) (صحیح بخاری: 5065)

''اے نوجوانو کی جماعت! جس شخص میں شادی کی طاقت ہو اسے چاہیے کہ وہ شادی کرلے، اس لیے کہ یہ (شادی) نگاہوں کو پست رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے میں بہت زیادہ معاون ہے اور جو اس کی طاقت نہیں رکھتا وہ روزے رکھے کیونکہ یہ روزہ اس کی نفسانی خواہشوں کو توڑ دے گا۔'' اسی طرح روزہ اخلاق رذیلہ یعنی گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑے سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بچنے کا باعث بنتا ہے، اس طرح ایک مسلمان کا اخلاق وکردار بلند ہوتا ہے، اور انسان اپنے اخلاق سے ہی پہچانا جاتا ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ.)) (صحيح بخاری: 1904) ”روزہ ایک ڈھال ہے، جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ شہوت کی باتیں کرے نہ شور وشغب کرے، اگر اسے کوئی گالی دے یا اس سے لڑنے کی کوشش کرے تو وہ کہہ دے: بھئی میں تو روزے دار ہوں۔“

(4) خصوصی دروازہ:

سیدنا سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ.)) (صحيح بخاری: 1896) ”جنت میں ایک دروازے کا نام ”ریان“ ہے، قیامت کے دن اس سے صرف روزہ دار داخل ہوں گے، ان کے علاوہ کوئی دوسرا اس سے داخل نہیں ہوگا۔“

(5) روزہ دار کا سفارشی:

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَلصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَقُوْلُ الصِّيَامُ: أَيْ رَبِّ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوٰتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ، وَيَقُوْلُ الْقُرْآنُ: مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ، قَالَ فَيُشَفَّعَانِ.)) (صحيح الترغيب والترهيب: 984) ”روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندے کی سفارش کریں گے، روزہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے اسے دن کے وقت کھانے پینے اور جنسی خواہشات پوری کرنے سے روک دیا تھا، پس تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ قرآن کہے گا: میں نے اسے رات کے وقت سونے سے روک دیا تھا، پس تو اس کے بارے میری سفارش قبول فرما۔ چنانچہ ان کی سفارش قبول کی جائے گی۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(6) خصوصی آفر:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ، قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي.)) (صحيح مسلم : 1151) ''ابن آدم کا ہر نیک عمل کئی گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے، ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر، حتیٰ کہ سات سو گنا تک بڑھا دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: سوائے روزے کے، جو صرف میرے لیے ہوتا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا کیونکہ وہ میری وجہ سے ہی اپنی شہوت اور اپنا کھانا چھوڑتا ہے۔''

اسی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ.)) (صحيح بخاری : 1904) ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، روزہ دار کے منہ کی مہک اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی بڑھ کر ہے۔''

(7) دو خوشیاں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ بِفِطْرِهِ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ)) (صحيح مسلم : 1151) ''روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے، جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور (دوسری خوشی) جب وہ اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزے (کا ثواب ملنے) سے خوش ہوگا۔'' سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کی: ''اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی عمل بتائیں جس کی وجہ سے اللہ مجھے نفع دے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عَلَيْكَ بِالصِّيَامِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ. ''روزے رکھا کرو کیونکہ اس جیسا کوئی عمل نہیں ہے۔'' (سنن نسائی : 2223)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روزے کے احکام

1 نیت:

روزے کے لیے نیت شرط ہے اور رات کو طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیت کرنا ضروری ہے، ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ((لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ .)) (سنن نسائی: 2340) ”جس نے فجر سے پہلے روزے کی نیت نہ کی اس کا روزہ نہیں۔“ نیت کا تعلق دل سے ہے اس لیے زبان سے نیت کرنے کے بارے میں ایک بھی حدیث نہیں ملتی۔ روزے کی نیت کے لیے جو دعا رمضان کیلنڈروں پر لکھی ہوتی ہے، وہ خودساختہ ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

2 سحری باعث برکت:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُوْرِ بَرَكَةً .)) (صحیح بخاری: 1922)

”سحری کھاؤ کیونکہ سحری کھانا باعث برکت ہے۔“

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ .)) (صحیح مسلم: 1096)

”ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں سحری کھانے کا فرق ہے۔“

3 سحری کا اختتامی وقت:

سحری کے آخری وقت کے بارے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ﴾ (البقرۃ: 187) ”کھاتے پیتے رہو جب تک صبح کا سفید دھاگہ (رات کے) سیاہ دھاگے سے نمودار نہ ہو جائے۔“

آج کے جدید دور میں ایسے آلات موجود ہیں جن کی بدولت ان اوقات کا تعین مشکل

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نہیں رہا، اس لیے ان تفاصیل کو اس مختصر کتاب میں ذکر نہیں کیا جا رہا۔ اذانِ فجر تک سحری کھانے کا وقت ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِذَا سَمِعَ اَحَدُكُمُ النِّدَاءَ وَالاِنَاءُ عَلٰى يَدِهٖ فَلَا يَضَعْهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ .)) (سنن ابی داؤد: 2350) ''جب کوئی شخص اذان سنے اور (کھانے پینے والا) برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ اپنی ضرورت پوری کیے بغیر برتن نہ رکھے۔'' یہاں پر یہ بات بھی پیشِ نظر رکھیں کہ سحری آخری وقت میں کھائی جائے تاکہ روزے کا دورانیہ حتی المقدور کم ہو جائے۔

4 بے ہودہ باتوں سے پرہیز:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ، وَاِنَّمَا الصِّيَامُ من اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ، فَاِنْ سَابَّكَ اَحَدٌ اَوْ جَهِلَ عَلَيْكَ فَقُلْ اِنِّي صَائِمٌ .)) (صحيح ابن خزيمة: 1996) ''روزہ صرف کھانا پینا چھوڑنے کا نام نہیں ہے۔ روزہ تو لغو اور رفث سے بچنے کا نام ہے، اس لیے اگر کوئی شخص تمہیں گالی دے یا بدتمیزی کرے تو کہو: میں تو بھئی روزے دار ہوں۔''

لغو سے مراد ہر بے ہودہ کام مثلاً ڈرامے، میوزک، فلم اور اس طرح کے لچر پروگرام دیکھنے اور سننے کو کہا جاتا ہے، جبکہ رفث سے مراد جنسی خواہشات پر مبنی حرکتیں اور گفتگو ہے۔

5 افطاری:

- سورج غروب ہونے کے فوراً بعد افطاری کر لی جائے، اندھیرا چھا جانے یا ستارے نظر آنے کا انتظار نہ کیا جائے۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَّا عَجَّلُوا الْفِطْرَ)) (بخاری: 1957) ''لوگ اس وقت تک بھلائی میں رہیں گے جب تک افطاری کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے۔''
- افطاری کا سامان تیار کرنے میں تکلفات سے بچا جائے، انواع و اقسام کے کھانے اور دورِ جدید کے دیگر لوازمات جہاں فضول خرچی کا باعث بنتے ہیں، وہیں صحت کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی نقصان دہ ہیں، نبی ﷺ کا افطاری میں کیا معمول تھا اس بارے سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نماز سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کیا کرتے تھے، اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے روزہ کھولتے، اگر وہ بھی نہ ہوتیں تو پانی کے چند گھونٹ پی لیا کرتے تھے۔'' (سنن ابی داؤد: 2356، الترمذی: 696، حسن)

6 روزہ دار کی دعا رد نہیں ہوتی:

- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ثلاثة لا ترد دعوتهم الصائم حتى يفطر .)) (ترمذی: 3598)
- رسول اللہ ﷺ افطاری کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے ہیں: ((ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ .)) (سنن ابی داؤد: 2357)
  ''پیاس دور ہوگئی، رگیں تر ہوگئیں اور اگر اللہ نے چاہا تو اجر ثابت ہوگیا۔''
- جس طرح روزہ رکھنا ایک عظیم عمل ہے، اسی طرح روزہ افطار کرانا بھی بہت بڑے اجر کا باعث ہے۔ سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا اَوْ جَهَّزَ غَازِيًا فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ .)) (شرح السنة: 1519) ''جس نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا، یا کسی غازی کو تیار کیا تو اس کے لیے بھی اس کے برابر اجر ہے۔''

روزہ دار کے لیے جائز کام

1 حالت جنابت میں سحری کھانا:

جنابت کی حالت میں سحری کھانے میں کوئی قباحت نہیں ہے لیکن نماز کے لیے غسل کرنا ضروری ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُومُ .)) (صحيح بخاری: 1926)
''(بسا اوقات) رسول اللہ ﷺ کو اس طرح فجر ہوتی کہ آپ اپنی بیوی سے ہمبستری کی وجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے جنبی ہوتے تھے۔(اسی حالت میں آپ سحری کھا لیتے) روزہ رکھ کر غسل کرتے۔

2 مسواک:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حالت روزہ میں مسواک نہیں کی جا سکتی، یہ بات درست نہیں۔ سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ((رَأیتُ النَّبِیَّ ﷺ یستاكُ وَهُوَ صَائِمٌ مَالا أُحْصِی اَوْ اَعُدُّ.)) (صحیح بخاری: 1934) ''میں نے روزے کی حالت میں نبی کریم ﷺ کو اتنی بار مسواک کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ جسے میں شمار نہیں کر سکتا۔''

3 ٹوتھ پیسٹ

ٹوتھ پیسٹ کے استعمال سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے کہ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا: "لا بَأسَ بِالسِّوَاكِ الرَّطْب." ''تازہ مسواک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔'' تو ان سے کسی نے کہا: تازہ مسواک کا تو ذائقہ ہوتا ہے، فرمانے لگے: "وَالْمَاءُ لَهُ طَعْمٌ وانت تُمَضْمِضُ بِهِ." (صحیح بخاری: 1930) ''پانی کا بھی تو ذائقہ ہوتا ہے حالانکہ آپ روزے میں پانی سے کلی کرتے ہیں۔''

4 بیوی کو بوسہ دینا:

روزہ میں جماع حرام ہے، اس کے علاوہ بیوی کو بوسہ دینا، اس سے معانقہ وغیرہ جائز ہے لیکن یہ جواز اس شخص کے لیے ہے جو جذبات پر قابو رکھتا ہو۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ((كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يُقَبِّلُ ويُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ اَمْلَكَكُم لِاِرْبِهِ.)) (بخاری: 1927) ''نبی کریم ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ دے دیا کرتے تھے اور معانقہ وغیرہ بھی کر لیا کرتے تھے، لیکن آپ اپنی خواہش پر بہت زیادہ کنٹرول رکھنے والے تھے۔''

5 سرمہ لگانا:

امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے: "وَلَمْ یَرَ اَنَسٌ والحَسَنُ وَاِبْرَاهِیْمُ بالكُحْلِ للصَّائِمِ بَأْسًا." (صحیح بخاری: 1930) ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ حسن بصری اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ کے نزدیک روزہ دار کے لیے سرمہ لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

6 سینگی لگوانا:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: "اِحْتَجَمَ النَّبِیُّ ﷺ وَھُوَ صَائِمٌ." (صحیح بخاری : 1939) "نبی کریم ﷺ نے روزے کی حالت میں سینگی لگوائی تھی۔"

7 سالن کا ذائقہ چکھنا:

روزے کی حالت میں سالن وغیرہ کا ذائقہ چکھنا بھی جائز ہے بشرطیکہ وہ چیز اس کے حلق سے نیچے نہ جائے، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "لَا بَأْسَ اَنْ یَتَطَعَّمَ الْقِدْرَ اَوِ الشَّیْءَ." (صحیح بخاری : 1930) "روزہ دار اگر ہانڈی یا کوئی اور چیز چکھ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔" سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس فتویٰ سے یہ استدلال بھی کیا جا سکتا ہے کہ دانتوں پر منجن یا دوائی وغیرہ بھی ملی جا سکتی ہے۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

1 احتلام:

روزہ میں اگر کسی مرد یا عورت کو احتلام ہو جائے تو اس سے روزے کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، کیونکہ انسان اس پر اختیار نہیں رکھتا۔

2 قے:

خود بخود قے آ جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مفسر قرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے شاگرد عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اَلصَّوْمُ مِمَّا دَخَلَ وَلَیْسَ مِمَّا خَرَجَ." (صحیح بخاری : 1938)

"روزہ کسی چیز کے داخل ہونے سے ٹوٹتا ہے کسی چیز کے خارج ہونے سے نہیں۔"

3 بھول کر کھا پی لینا:

روزے کی حالت میں اگر کوئی شخص بھول کر کھا پی لے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا نَسِیَ فَأَكَلَ وَشَرِبَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ .)) (صحیح بخاری : 1933) ''(روزہ دار) بھول کر کھا پی لے تو اسے روزہ پورا کرنا چاہیے کیونکہ اللہ نے اسے کھلایا اور پلایا ہے۔''

4 انجکشن:

انجکشن جو بیماری رفع کرنے کے لیے لگایا جائے اس میں کوئی حرج نہیں لیکن جو انجکشن طاقت وتوانائی مہیا کرنے کے لیے لگایا جاتا ہے، جس سے بھوک پیاس کی شدت محسوس نہیں ہوتی وہ لگانا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح سے سانس بحال کرنے کے لیے انہیلر بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

1 کھانا پینا:

افطاری کے وقت سے پہلے جان بوجھ کر کھا پی لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ کیونکہ کھانا پینا اور شہوات چھوڑنے کا نام ہی روزہ ہے۔ حدیث میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ((اِلَّا الصَّومَ فَاِنَّهُ لِي وَاَنَا اَجْزِي بِهِ، يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ من اَجْلِي .)) (صحیح مسلم : 2707) ''روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا، کیونکہ (روزہ دار) اپنی خواہشات اور کھانا صرف میری خاطر چھوڑتا ہے۔'' اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں: ﴿ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ﴾ (البقرة: 187) ''پھر رات (غروب آفتاب) تک روزہ پورا کرو۔''

2 جماع:

جماع کی وجہ سے مرد اور عورت دونوں کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اگر باہمی رضامندی سے کیا گیا ہو تو دونوں پر کفارہ واجب ہے۔

3 جان بوجھ کر قے کرنا:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيُّ فَلَيْسَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ قَضَاءٌ، وَمَنِ اسْتَقَاءَ عَمَدًا فَلْيَقْضِ.)) (ترمذی: 720) ”جسے خود بخود قے آئے اس پر قضاء نہیں۔ اگر اس نے جان بوجھ کر قے کی تو اسے چاہیے کہ وہ قضاء دے۔“

4 حیض ونفاس:

عورت کو حیض یا نفاس آ جائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (بخاری: 1951)

کن لوگوں کو روزہ چھوڑنے کی رخصت ہے

1 مسافر:

اگر سفر میں روزہ رکھنے میں مشقت نہ ہو تو سفر میں روزہ رکھنا اور چھوڑنا دونوں طرح درست ہے، سیدنا حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے پوچھا: کیا میں سفر میں روزہ رکھ سکتا ہوں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ((اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَافْطِر.)) (صحیح بخاری: 1943) ”اگر چاہو تو روزہ رکھ لو اور اگر چاہو تو چھوڑ دو۔“

لیکن اگر سفر میں روزہ چھوڑا ہے تو بعد میں قضا دینا ضروری ہے۔

2 حاملہ اور مرضعہ:

حاملہ اور مرضعہ (دودھ پلانے والی) عورتوں کو بھی مسافر کی طرح روزہ رکھنا یا چھوڑنا جائز ہے۔ سیدنا انس بن مالک الکعبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ شَطْرَ الصَّلَاةِ اَوْ نِصْفَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمَ عَنِ الْمُسَافِرِ وَعَنِ الْمُرْضِعِ اَوْ عَنِ الْحُبْلٰى)) (ابی داؤد: 2408) ”اللہ تعالیٰ نے مسافر کو آدھی نماز اور روزہ، جبکہ دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت سے روزہ معاف کر دیا ہے۔“ لیکن ایسی عورتیں بعد میں قضاء دیں گی۔

3 بیمار:

مریض کے لیے روزہ چھوڑنے کی رخصت ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ﴾ (البقرة: 185)

”جو شخص بیمار ہو یا سفر پر ہو تو اسے دوسرے دنوں میں گنتی پوری کر لینی چاہیے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

4 حائضہ:

عورت کو حیض اور نفاس میں روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔(بخاری : 1951) ''لیکن حائضہ یا نفاس والی عورت بعد میں روزوں کی قضاء دے گی۔''

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:((كَانَ يُصِيبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ .)) (صحیح مسلم : 335) ''ہمیں بھی یہ (حیض والا) معاملہ پیش آتا تھا تو ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا۔''

5 انتہائی ضعیف اور دائمی مریض:

انتہائی ضعیف یا ایسا دائمی مریض جس کی بیماری ختم ہونے کی امید نہ ہو وہ اس صورت روزہ چھوڑ دے اور فدیہ ادا کر دے۔سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''بوڑھے شخص کو روزہ چھوڑنے کی رخصت دی گئی ہے وہ ہر دن کے بدلے میں ایک مسکین کو ایک وقت کا کھانا کھلا دے اور اس پر قضاء نہیں ہے۔'' (مستدرک حاکم: 440/1)

روزوں کی قضاء کے مسائل

1 روزوں کی قضا واجب ہے:

جس طرح رمضان کے روزے واجب ہیں اسی طرح شرعی عذر کی وجہ سے جو روزے رہ جائیں ان کی قضاء بھی واجب ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ (البقرة : 184)

''جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو تو (رمضان میں روزے چھوڑ سکتا ہے (اور) وہ بعد والے دنوں میں گنتی پوری کر لے۔''

2 قضاء میں تاخیر بھی جائز ہے:

شرعی عذر کی وجہ سے جو روزے رہ گئے ہوں جتنی جلدی ممکن ہو سکے ان کی قضا دینی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہیے، تاہم اگلے رمضان تک کسی بھی وقت قضا دی جاسکتی ہے اور قضا مسلسل یا وقفے وقفے سے دینا دونوں طرح جائز ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''مجھ پر رمضان کے روزوں کی قضا ہوتی تھی مگر میں اگلے شعبان سے پہلے ان کی قضا دینے کی استطاعت نہیں رکھتی تھی۔''
(صحیح بخاری: 1950)

3 میّت کی طرف سے روزوں کی قضاء:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ .)) (بخاری: 1952)
''جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں تو اس کا وارث اس کی طرف سے روزے رکھے۔''

نمازِ تراویح

نماز تراویح اصل میں قیام اللیل یا نماز تہجد کا ہی ایک نام ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معمول کے ساتھ اس نماز کو ادا کیا ہے لیکن رمضان المبارک میں آپ نے تہجد کی یہ نماز تین دن باجماعت کروائی۔ پھر فرضیت کے ڈر سے اس کی جماعت نہ کروائی، لوگ اسے انفرادی طور پر ہی پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کو دوبارہ زندہ کیا۔

روزہ دار کو چاہیے کہ وہ قیام اللیل یا نماز تراویح کو اپنا معمول بنائے اور نماز تراویح بلا وجہ نہ چھوڑے، کیونکہ اس عمل کی بہت اہمیت بیان کی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ مَنْ إِيْمَانًا وَّ إِحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تقدمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) (صحیح بخاری: 2009)
''جس نے حالت ایمان اور ثواب کی امید سے رمضان کا قیام کیا، اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نمازِ تراویح یا قیام اللیل کے بارے مسنون طریقہ یہی ہے کہ یہ گیارہ رکعات کے ساتھ ادا کی جائے اس لیے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے فرماتی ہیں:

((مَـا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَـزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلٰى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً .)) (صحیح بخاری : 1147)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔''

اعتکاف

اعتکاف ایک مستقل عبادت ہے۔ کسی بھی وقت اور کسی بھی مسجد میں کیا جاسکتا ہے۔ ثواب اور عبادت کی نیت سے مسجد کے کسی گوشے میں خیمہ زن ہوجانے کا نام ''اعتکاف'' ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کیا کرتے تھے اور یہی مسنون ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ . ''

(صحیح بخاری : 2025)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں کا اعتکاف کیا کرتے تھے۔''

رمضان میں مسنون اعتکاف کرنے والا 20 رمضان المبارک کی شام مسجد میں چلا جائے اور 21 رمضان کی فجر ادا کرنے کے بعد اپنے ''جائے اعتکاف'' میں داخل ہو اور شوال کا چاند نظر آتے ہی اعتکاف ختم ہوجائے گا۔

دوران اعتکاف جائز کام:

❁:...... کسی ضرورت کے تحت گھر میں داخل ہونا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((كَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ اِلَّا لِحَاجَةٍ اِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا)) (بخاری : 2029)

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف میں ہوتے تو کسی ضرورت کے تحت گھر میں آجایا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے۔“

❁:......اہل خانہ کا معتکف سے ملنے کے لیے مسجد میں آنا، اس سے باتیں کرنا وغیرہ، اس کے سر میں کنگھی کرنا اور معتکف کا اسے گھر تک چھوڑنے کے لیے جانا بھی جائز ہے۔

(تفصیل کے لیے دیکھئے صحیح بخاری احادیث: 2029، 2035، 2038)

لیکن بیوی سے بوس وکنار جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ﴾ (البقرة : 187)

”اور اپنی بیویوں سے مباشرت مت کرو۔“

❁ خواتین کا اعتکاف:

خواتین بھی صرف مسجد کے اندر ہی اعتکاف کر سکتی ہیں، ہمارے ہاں جو عورتیں گھر کے کسی کے کونے میں خیمہ زن ہوجاتی ہیں، یہ درست نہیں ہے اور عورتوں کا گھر میں اعتکاف بیٹھنا قرآن وسنت کی تصریحات کے خلاف ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ﴾ (البقرة : 187)

”جب تم مساجد میں اعتکاف کی حالت میں ہوتو۔“

❁ دوران اعتکاف خوب عبادت کی جائے:

نبی ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں عبادت کے لیے خود بھی کمر کس لیتے اور اپنے گھر والوں کو بھی حکم دیتے تھے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ ، اَحْيَا اللَّيْلَ ، وَاَيْقَظَ أَهْلَهُ وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ . “ (صحيح مسلم : 1174)

”جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوجاتا تو رسول اللہ ﷺ رات کا بیشتر حصہ جاگ کر گزارتے، اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے، (عبادت میں) خوب محنت کرتے اور کمر کس لیتے۔“

نیز فرماتی ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهٖ." (صحيح مسلم: 1175)

"رسول اللہ ﷺ آخری عشرے میں جتنی محنت کرتے تھے دوسرے دنوں میں اتنی محنت نہیں کرتے تھے۔"

لیلۃ القدر

فضیلت:

لیلۃ القدر کا مطلب ہے "قدر والی رات" (شب قدر)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.)) "جس نے ایمان کی حالت اور ثواب کی نیت سے قدر کی رات کا قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔" (صحیح بخاری: 2014)

جستجوئے لیلۃ القدر:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.)) "لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے (21، 23، 25، 27، 29) میں تلاش کرو۔" (بخاری: 2020، صحيح مسلم: 1169)

لیلۃ القدر کی دعا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اگر میں لیلۃ القدر کو پالوں تو کیا دعا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم یہ دعا کرنا:

((اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ، تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ.)) (ترمذی: 3513)

"اے اللہ! تو بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے، تو معاف کرنے کو پسند کرتا ہے، لہٰذا مجھے معاف کر دے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صدقۃ الفطر (فطرانہ)

رمضان المبارک کے آخر میں اس ماہ میں ہونے والی کوتاہیوں اور لغو کاموں کے گناہ کو ختم کرنے کے لے صدقۃ الفطر لازم کیا گیا ہے، اس کے متعلق سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ((فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ.)) (بخاری:1503)

"رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر، کھجور یا جو سے ایک صاع، غلام، آزاد، مرد، عورت، چھوٹے اور بڑے تمام مسلمانوں پر فرض کیا ہے اور آپ نے حکم دیا کہ اسے نماز عید کے لیے نکلنے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔"

صدقۃ الفطر کے حوالے سے چند ایک مسائل بالاختصار بیان کیے جاتے ہیں:

① صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے، اس کے لیے مال کا نصاب کو پہنچنا یا صاحب حیثیت ہونا ضروری نہیں ہے۔

② عید الفطر کی رات پیدا ہونے والے بچے کی طرف سے بھی صدقہ ادا کیا جائے۔

③ عید سے ایک دو روز پہلے صدقہ فطر دیا جا سکتا ہے۔

④ اس کے غلے کی مقدار ایک صاع نبوی (چار مد یا اڑھائی کلو گرام) مقرر کی گئی ہے۔

⑤ اجناس، جو، کھجور، منقی، چاول، گندم وغیرہ سے صدقہ ادا کیا جائے، ان کی قیمت دینا بھی جائز ہے۔

⑥ نماز عید کے لیے گھر سے نکلنے سے پہلے ادا کرنا ضروری ہے۔

⑦ صدقہ فطر کے مستحقین وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ وصدقات کے مستحق ہوتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فطرانہ ادا کرنے کا طریقہ

ہمارے ہاں یہی رجحان پایا جاتا ہے کہ گندم سے ڈھائی کلو کے حساب سے ہم فطرانہ ادا کردیتے ہیں۔شریعت نے جو مقدار مقرر کی ہے وہ ایک صاع ہے جو کہ چار مد سے بنتا ہے۔ ذیل کے جدول میں ہم نے ایک مد (جو بالسند ہمارے تک پہنچا ہے) اور ایک صاع کا پیمانہ موجودہ وزن کے حساب سے لکھ دیا ہے۔ یہ مقدار ہر جنس سے مختلف ہوتی ہے۔ کیونکہ اصل چیز پیمانہ ہے وزن نہیں۔ ہر آدمی اپنی استطاعت کے مطابق کسی ایک جنس سے صدقہ فطرادا کرسکتا ہے۔

جنس	وزن ایک مُد	وزن ایک صاع
آٹا	550 گرام	2 کلو 200 گرام
گندم	579 گرام	2 کلو 300 گرام
جو	558 گرام	2 کلو 232 گرام
کھجور	500 گرام	2 کلوگرام
چاول	780 گرام	3 کلو 120 گرام
منقی	568 گرام	2 کلو 272 گرام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اخلاقیات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اخلاقیات

سورۃ الحجرات کی روشنی میں

وجہ تسمیہ:

آیت نمبر 4 میں نبی کریم ﷺ کے حجرات کا تذکرہ آیا ہے، یہ نو حجرے تھے، ہر بیوی کے پاس ایک حجرہ تھا۔ امام بخاری نے اپنی کتاب 'الادب المفرد' میں داؤد بن قیس سے روایت کی ہے، انہوں نے فرمایا: ''میں نے وہ حجرے دیکھے ہیں، کھجور کی ٹہنیوں سے بنے ہوئے تھے، باہر کی جانب سے بالوں کے ٹاٹوں سے ڈھانپا ہوا تھا، صحن کے دروازے سے کمرے کے دروازے تک تقریباً چھ یا سات ہاتھ (نو یا ساڑھے دس فٹ) کا فاصلہ تھا، کمرے کا اندرونی حصہ دس ہاتھ (پندرہ فٹ) تھا، اور میرا گمان ہے کہ گھر کی چوڑائی سات آٹھ ہاتھ (ساڑھے دس بارہ فٹ) کے درمیان تھی۔'' اور حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ: ''میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں نبی ﷺ کی بیویوں کے کمروں میں جایا کرتا تھا تو ان کی چھت کو ہاتھ لگا لیتا تھا۔ خلیفہ ولید بن عبدالملک رحمہ اللہ کے حکم سے (86ھ کے بعد) ان گھروں کو گرا کر مسجد نبوی میں شامل کر دیا گیا جس پر لوگ بہت روئے۔

سعید بن مسیب نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں چاہتا تھا کہ ان حجروں کو ان کی اصل حالت پر رہنے دیا جاتا، تاکہ اہلِ مدینہ کے بچے بڑے ہو کر اور دنیا بھر سے آنے والے لوگ دیکھتے کہ رسول اللہ ﷺ کیسے گھروں میں زندگی بسر کرتے رہے ہیں، تاکہ ان کے دلوں میں دنیا حاصل کرنے کی حرص اور اس پر فخر کرنے کی بجائے زہد اور دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی۔''

(روح المعانی)

زمانۂ نزول:

تمام علماء کرام کا اتفاق ہے کہ یہ سورت مدینہ منورہ میں سنہ 9 ہجری میں نازل ہوئی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورت کے موضوعات:

علامہ رازی فرماتے ہیں: ''اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو مکارمِ اخلاق کا سبق دیا ہے، ان کا تعلق یا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے، یا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ، یا فاسق لوگوں کے ساتھ، یا حاضر ایمان والوں کے ساتھ، یا ان ایمان والوں کے ساتھ جو غائب ہوں، اور پانچوں قسموں میں سے ہر ایک کی ابتدا ''یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا'' سے کی ہے۔''

تفسیر:

﴿ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝۱ ﴾

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ سب کچھ سننے والا، سب جاننے والا ہے۔''

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا: اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو اس سورت میں 5 مرتبہ (یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا) کے الفاظ سے مخاطب کیا ہے، جس کے اہم فوائد یہ ہیں:

(1) اہلِ ایمان کو خصوصی خطاب (2) اہلِ ایمان کی عزت وتکریم کہ رب کائنات ان سے مخاطب ہو رہا ہے۔ (3) اس خطاب کے بعد دیے جانے والے حکم پر عمل پیرا ہونا ایمان کا تقاضا ہے۔ (4) اہلِ ایمان کو ان کے ایمانی تقاضے پر عمل پیرا ہونے کے لیے ابھارنا۔ اسی لیے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

''جب تم اللہ تعالیٰ کو (یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا) فرماتے ہوئے سنو تو اچھی طرح کان لگاؤ، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمھیں کسی خیر کا حکم دے گا، یا کسی شر سے منع کرے گا۔''

لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ: ''لَا تُقَدِّمُوْا'' باب تفعیل (تقدیم) سے ہے، جس کا معنی کسی دوسرے کو آگے کرنا ہے۔ یا باب تفعّل (تَقَدَّمَ) سے ہے جس کا معنی ''خود آگے بڑھنا'' ہے۔ یعنی کسی کی بات یا کسی کے فعل کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ کرو۔ اور نہ اپنی سوچ وفکر کو ان سے مقدم رکھو۔ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ سے آگے بڑھنے یا بڑھانے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی کئی صورتیں ہیں: (1) قرآن وسنت کا حکم دیکھے بغیر ہی کوئی رائے قائم کر لینا۔ (2) قرآن وسنت کا حکم معلوم ہو جانے کے بعد بھی اپنی رائے کو ترجیح دینا۔ (3) قرآن وسنت پر کسی دوسرے کی رائے کو مقدم کرنا۔ جبکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ ہر بات اور عمل کرنے سے پہلے قرآن وسنت کا حکم معلوم کیا جائے، پھر اس کے مطابق رائے قائم کی جائے اور عمل پیرا ہوا جائے۔

یہاں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کو اکٹھا ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے آگے بڑھنا درحقیقت اللہ تعالیٰ سے آگے بڑھنا ہے، کیونکہ رسول ﷺ وہی کہتے اور کرتے ہیں جس کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں وحی ہوتی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝﴾ [النجم: ٣،٤]

''اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔ مگر صرف اس وحی سے جو نازل کی جاتی ہے۔''

اس آیت میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کا بنیادی تقاضا بیان کیا گیا ہے کہ جب تم اللہ کو اپنا رب اور رسول ﷺ کو اپنا ہادی ورہبر مانتے ہو تو پھر ان کے پیچھے چلو، آگے مت بڑھو! اپنے فیصلے خود نہ کرو، بلکہ پہلے یہ دیکھو کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم کیا ہے۔ یہی بات سورۂ احزاب میں مزید تاکید سے بیان کی گئی ہے، فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا ۝﴾

[الأحزاب: ٣٦]

''اور کبھی بھی نہ کسی مومن مرد کا حق ہے اور نہ کسی مومن عورت کا کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں کہ ان کے لیے ان کے معاملے میں اختیار ہو، اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے سو یقیناً وہ گمراہ ہو گیا، واضح گمراہ ہونا۔''

یعنی جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو کسی ایمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والے مرد یا عورت کے لیے از خود فیصلہ کرنے کا اختیار باقی نہیں رہتا۔اور یہاں فرمایا کہ ایمان والوں کو پہل کرتے ہوئے اپنے فیصلے خود نہیں کرنے چاہئیں، بلکہ پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ ان کے متعلق اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم کیا ہے۔ یہ حکم مسلمانوں کے انفرادی معاملات میں بھی ہے اور اجتماعی معاملات میں بھی۔شریعتِ اسلامیہ کی یہ وہ بنیاد ہے جس سے نہ کوئی حکومت آزاد ہے نہ عدالت ، پارلیمنٹ نہ دار الافتاء ، کوئی فرد خود مختار ہے نہ کوئی جماعت، سبھی اس کے پابند ہیں۔ کسی بھی شخص کو خواہ وہ عالم ہو یا امام ، پیر ہو یا فقیر، فرد ہو یا جماعت ، ادارہ ہو یا پارلیمنٹ یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی طرف سے شریعت وقانون بنائے، کسی کام کو حلال یا حرام کرے، باعثِ ثواب یا گناہ قرار دے۔ اگر کوئی شخص کسی کو یہ حق دیتا ہے تو وہ گویا اسے اپنا رب بنا رہا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ [التوبہ :۳۱]

''انہوں (یہود ونصاری) نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا۔''

اس کی تفسیر میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کی حلال کردہ چیزوں کو حلال اور ان کے حرام کردہ کاموں کو حرام قرار دیا ،یہی ان کی عبادت تھی۔'' [ترمذی: 3095،علامہ الالبانی نے اسے حسن قرار دیا ہے]

اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھنے کا مطلب بیان کرتے ہوئے ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا تَقُوْلُوْا خِلَافَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ ۔[طبري : ۳۱۹۲۷]

''کتاب وسنت کے خلاف کوئی بات نہ کہو۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ دین کے متعلق وہی بات کہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے، اور آپ سے ہرگز آگے نہ بڑھے، بلکہ آپ کا فرمان دیکھے تا کہ اس کی بات آپ ﷺ کی بات کے مطابق اور اس کا عمل آپ ﷺ کے عمل کے مطابق ہو، صحابہ وتابعین اور آئمہ کرام کا یہی منہج تھا کہ ان میں سے کوئی بھی آپ کی حدیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو اپنی بات سے نہیں ٹھکراتا تھا، اور نہ قرآن وسنت کے خلاف کوئی دین بناتا تھا، بلکہ وہ لوگ دین سے متعلق کوئی بات کرنے سے پہلے قرآن وسنت کو دیکھتے تھے، اسی سے سیکھتے، اسی سے بات کرتے، اور اسی کے مطابق رائے قائم کرتے، یہی اہل سنت کا اصل طریقہ ومنہج ہے۔" (فتاوی 13/62-63)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس امت کا آخر بھی اسی چیز سے صحیح ہوگا جس سے اس کا اول صحیح ہوا، اور اس کے اول کی اصلاح کتاب وسنت سے ہی ہوئی تھی۔"

کتاب وسنت کی اہمیت واضح کرنے کے لیے نبی کریم اکثر وبیشتر خطبہ جمعہ میں فرمایا کرتے تھے:

أَمَّا بعدُ، فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتابُ اللّٰهِ ، وإِنَّ أَفضلَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحمدٍ ، وشَرَّ الأُمُورِ مُحدثاتُها ، وكلَّ مُحدَثةٍ بدعةٌ ، وكلَّ بدعةٍ ضلالةٌ ، وكلَّ ضلالةٍ في النَّارِ۔ (النسائي (3/ 188)، احمد (3/ 310) الألباني: صحيح الجامع (1353)

"سب سے سچا کلام اللہ کی کتاب ہے، اور سب سے بہترین طریقہ محمد ﷺ کا ہے، اور سب سے بدترین عمل دین میں نیا کام شروع کرنا ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی جہنم میں ہے"

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ: "اللہ سے ڈرتے رہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر بات کو سننے والا اور ہر کام کو جاننے والا ہے، خواہ وہ سب کے سامنے کیا جائے یا چھپ کر، عمل میں آ چکا ہو یا دل میں اس کا ارادہ ہو، اگر تم بے نیاز ہوکر یا خودمختاری کی روش اختیار کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے بڑھو گے، اپنی یا کسی کی رائے کو ان کے حکم پر مقدم رکھو گے تو اُس سے تمہارا جرم چھپا نہیں رہے گا، وہ تمہیں اس کی سزا دے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب وسنت کی خلاف ورزی کرنے والے دل میں دراصل اللہ کا ڈر نہیں ہوتا۔

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝﴾

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو، اور نہ ہی آپ سے اونچی آواز میں بات کرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے بات کرتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں شعور بھی نہ ہو۔''

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ: پچھلی آیت میں ایمان والوں کو شریعت پر چلنے کے آداب سکھاتے ہوئے اپنے قول یا فعل میں رسول اللہ ﷺ سے آگے بڑھنے سے منع فرمایا تھا، جبکہ اس آیت میں دربارِ رسالت میں بیٹھنے کے آداب سکھائے جا رہے ہیں، چنانچہ فرمایا کہ آپ ﷺ کی موجودگی یا آپ کی مجلس میں ایک دوسرے سے بات کرتے ہوئے بھی اپنی آوازیں آپ ﷺ کی آواز سے بلند نہ ہونے دیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ اس آیت کا سبب نزول بیان کرتے ہوئے ابن ابی مُلیکہ سے نقل فرماتے ہیں: ''قریب تھا کہ دو سب سے بہتر ہستیاں (ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما) ہلاک ہو جاتے، جب بنو تمیم کے سوار آپ ﷺ کے پاس آئے اور بنو تمیم کا امیر مقرر کرنے میں ان دونوں کا اختلاف ہوا تو اس پر ان کی آوازیں بلند ہو گئیں، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ ابن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس آیت کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کی آواز رسول اللہ ﷺ کو سنائی نہیں دیتی تھی جب تک کہ آپ ﷺ ان سے دوبارہ پوچھتے نہیں تھے۔'' [بخاري: ٤٨٤٥]

اس حکم کا تقاضا یہ ہے کہ کسی مجلس میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان ہو تو اس کے مقابلے میں کسی شخص کا قول ذکر نہ کیا جائے، اور نہ اسے ردّ کرنے کے لیے کسی قسم کے عقلی ڈھکوسلے پیش کیے جائیں، کیونکہ یہ گستاخی آپ ﷺ کی آواز سے اپنی آواز کو اونچا کرنے سے کہیں بڑھ کر بے ادبی ہے۔

گستاخِ رسول کون ہیں؟

بعض لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں، پھر اتنی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اونچی آواز سے بولتے ہیں کہ سننے والوں کے کانوں کے پردے پھٹنے کے قریب ہوتے ہیں، اس کے باوجود بھی ان کے عشقِ رسول میں کوئی فرق نہیں آتا۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملنے کے بعد کسی مجلس میں نہ تشریف لاتے ہیں، اور نہ ہی یہ دعوی کرنے والے حقیقت میں آپ کو حاضر وموجود سمجھتے ہیں، ورنہ وہ اس قدر آوازیں بلند نہ کرتے۔

وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ: یہ دربارِ رسالت کا دوسرا ادب ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو تعلیم دی ہے، اس کی وجہ یہ تھی کہ بعض اکھڑ مزاج بدو آپ سے اسی طرح اونچی آواز میں بات کرتے، اور اسی طرح آپ کو نام لے کر مخاطب کرتے جس طرح وہ ایک دوسرے کے ساتھ بات کرتے یا مخاطِب ہوتے تھے۔ چنانچہ فرمایا: آپ ﷺ سے اس طرح اونچی آواز میں بات نہ کرو جس طرح تم ایک دوسرے سے بلند آواز میں بات کرتے ہو، اور نہ ہی اس طرح آپ کو نام لے کر مخاطب کرو جس طرح تم ایک دوسرے کو مخاطب کرتے ہو۔

یہی ادب سورۃ نور میں سکھاتے ہوئے فرمایا:

﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ [النور : ٦٣]

''تم اللہ کے نبی کو بلانے میں وہ انداز نہ اپناؤ جیسے تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔''

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ: اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں آپ کی آواز سے آواز اونچی کرنا، یا آپ سے ایسے لہجے میں بات کرنا جس سے آپ کی توقیر وتکریم میں فرق آتا ہو اعمال ضائع ہو جانے کا موجب ہے۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض گناہ ایسے منحوس ہیں کہ وہ اعمال صالحہ کو بھی ضائع کر دیتے ہیں، خصوصاً جن میں اللہ تعالیٰ یا رسول کریم ﷺ کی بے ادبی پائی جائے۔

اعمال کی بربادی کا شعور نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کسی گناہ کو معمولی سمجھ کر کرتا ہے جبکہ اللہ کی نظر میں وہ بہت بڑا ہوتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالاً يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَخَطِ اللّٰهِ لاَ يُلْقِيْ لَهَا بَالاً يَهْوِيْ بِهَا فِيْ جَهَنَّمَ.

[بخاري: ٦٤٧٨]

''بندہ اللہ کو راضی کرنے والی کوئی ایسی بات کرتا ہے، جس پر اس کی کوئی توجہ نہیں ہوتی، لیکن اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اس کے درجات بلند کر دیتا ہے، اور بعض اوقات بندہ خیال نہ کرتے ہوئے اللہ کو ناراض کرنے والی کوئی بات کر دیتا ہے، جس کی وجہ سے وہ جہنم میں جا گرتا ہے۔''

اس آیت کے پسِ منظر سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کا قرآن وسنت کے احکام پر عمل پیرا ہونے کا کیا خوبصورت انداز تھا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: 'ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی آواز بہت بلند تھی، جب یہ آیت اتری تو وہ کہنے لگے: ''میری ہی اپنی آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند تھی لہٰذا میرا عمل تو ضائع ہو گیا، میں جہنم والوں میں سے ہوں ۔'' اور وہ غمگین ہو کر گھر میں بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کچھ نمازوں میں نہ دیکھا تو ان کے بارے میں پوچھا۔ کچھ لوگ ان کے پاس گئے اور ان سے کہا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے بارے پوچھ رہے ہیں، تمہیں کیا ہوا؟'' کہنے لگے: ''میری آواز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند ہوتی تھی، میرا عمل ضائع ہو گیا اور میں اہلِ نار سے ہوں ۔'' لوگوں نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی بات بتائی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [لَا، بَلْ هُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ] ''نہیں، بلکہ وہ اہلِ جنت سے ہے (کیونکہ ان کی آواز طبعی طور پر بلند تھی) ۔'' اور طبرانی اور آحاد ومثانی میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: [بَلْ تَعِيشُ حَمِيداً، وَتُقْتَلُ شَهِيداً، وَيُدْخِلُكَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ] ''بلکہ تم باسعادت زندگی، اور شہادت کی موت پاؤ گے، اور اللہ تمہیں جنت میں داخل کرے گا۔''

انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہم انہیں اپنے درمیان چلتا پھرتا دیکھتے تھے اور جانتے تھے کہ وہ جنتی ہیں۔ پھر مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ کے دن انہوں نے کافور لگا کر کفن پہنا اور آگے بڑھ کر لڑتے ہوئے شہید ہو گئے'' [مسند أحمد : ١٣٧/٣، ح : ١٢٤٠٨ ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سنده صحيح، وأصله في البخاري]

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۚ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝﴾

''بے شک وہ لوگ جو اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے دل اللہ نے تقویٰ کے لیے آزما لیے ہیں، ان کے لیے بڑی بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔''

اس میں ان لوگوں کی تعریف ہے جو رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و تکریم کا خیال رکھتے ہوئے آپ کے پاس اپنی آوازیں پست رکھتے تھے، جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق گزرا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کے تقویٰ کا امتحان کر کے دیکھ لیا کہ وہ پرہیز گاری کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ اور نیکی کی توفیق اسی کو عطا کرتا ہے جس کا دل اسے پانے کے لائق ہو۔

رسول اللہ ﷺ کے ہاں ادب کا خیال کرتے ہوئے اپنی آواز کو پست رکھنے پر تین بڑے انعامات کا وعدہ کیا گیا ہے: (1) اللہ کی طرف سے ان کے دل تقوی کے لیے چن لیے جانا۔ (2) عظیم بخشش و مغفرت مل جانا۔ (3) اور اجر عظیم حاصل ہونا۔ اس کے برعکس جو شخص رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی آواز پست نہیں رکھتا، اور آپ ﷺ کی حدیث سن کر اسے ردّ کرنے کے حیلے بہانے ڈھونڈتا ہے تو: (1) اس کا دل تقویٰ (ہدایت) سے خالی ہے۔ (2) وہ بخشش و مغفرت۔ (3) اور اجر عظیم سے محروم ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝﴾

''بے شک وہ لوگ جو تمہیں دیواروں کے باہر سے آوازیں دیتے ہیں ان کی اکثریت سمجھتی نہیں ہے۔''

''حُجْرَةٌ'' زمین کا وہ قطعہ جس کے گرد دیوار بنی ہوئی ہو، اسی لیے گھر کے صحن کی چار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیواری کو حجر کہتے ہیں۔ "حُجْرَةٌ" کی جمع "حُجَرٌ" ہے اور اس کی جمع "حُجُرَاتٌ" ہے۔"

نبی کریم ﷺ کے آداب میں یہ بھی ہے کہ آپ اپنے گھر میں تشریف فرما ہوں تو آپ کو بلایا نہ جائے بلکہ انتظار کیا جائے کہ آپ از خود تشریف لے آئیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ بنو تمیم کے یہ لوگ آپ کے دروازے پر آئے اور پکارنے لگے: اے محمد! ہماری طرف نکلیے...... جس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں ادب سکھایا۔

(تفسیر الطبري و البغوي)

اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو ﴿لَا يَعْقِلُوْنَ﴾ قرار دیا۔ اس سے مقصود انہیں ڈانٹنا اور تمام مسلمانوں کو آپ ﷺ سے ادب سے پیش آنے کی تعلیم دینا ہے۔

﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾

"اور اگر وہ صبر کرتے، یہاں تک کہ آپ ان کی طرف نکلتے تو یقیناً ان کے لیے بہتر ہوتا، اور اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔"

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ : یعنی انہیں باہر کھڑے ہو کر آوازیں دینے اور بلانے کی بجائے آپ ﷺ کے از خود باہر تشریف لانے تک صبر کرنا چاہیے تھا۔

جس شخص پر پوری امت کی ذمہ داری کا بوجھ ہے، اور وہ ہر وقت اسی میں مصروف ہے، اسے بھی آرام کی ضرورت ہے، اس کے علاوہ گھریلو اور نجی معاملات بھی ہوتے تھے، اس لیے آپ ﷺ کے راحت و آرام کا خیال رکھنے کی ضرورت تھی۔ اس سے اساتذہ کرام، اہلِ علم، امراء و اکابر کے اکرام کی بھی تعلیم ملتی ہے۔ امام طبرانی اور حاکم نے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے تعلیم حدیث لینے جاتے تو ان کے دروازے پر بیٹھ جاتے، یہاں تک کہ وہ گھر سے نکلتے تو ابن عباس ان سے حدیث حاصل کرتے، جب اُبی بن کعب ان سے کہتے کہ آپ نے مجھے خبر دی ہوتی تاکہ میں آپ کے پاس آتا تو ابن عباس فرماتے: "آپ عالم ہیں، اس لیے ہمیں علم حاصل کرنے کے لیے آپ کے پاس آنا چاہیے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ: اگر وہ لوگ آپ ﷺ کے باہر تشریف لانے کا انتظار کرتے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا۔ اور یہ بہتری کئی لحاظ سے ہے: (1) صبر و انتظار کا اجر۔ (2) آپ ﷺ کا ادب ملحوظ رکھنے کا اجر۔ (3) اللہ کے حکم کی اطاعت کا اجر۔ (4) رسول اللہ ﷺ زیادہ خوش دلی کے ساتھ ان سے ملتے۔

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ: یعنی حق تو یہ تھا کہ ان لوگوں کو اس بے ادبی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نہ کوئی سزا ملتی، مگر چونکہ ان سے یہ فعل جہالت اور ناسمجھی کے سبب سرزد ہوا تھا، بدنیتی کی وجہ سے نہیں، اس لیے آخر میں اپنے غفور و رحیم ہونے کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی مغفرت کا اعلان فرما دیا۔

رسول اللہ ﷺ جب زندہ تھے اور دیوار کے باہر سے آپ تک آواز بھی پہنچتی تھی اس وقت آپ کو آواز دینے والوں کو اللہ تعالیٰ نے بے عقل قرار دیا اور ان کے اس عمل کو گستاخی پر محمول کیا، اب جبکہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو چکے اور یہ ممکن ہی نہ رہا ہم آپ ﷺ کو اپنی بات سنا سکیں، تو جو لوگ ہزاروں میل دور سے آپ ﷺ کو آوازیں دیتے ہیں اور ان کے پکارنے کا مقصد بھی آپ سے حاجت روائی اور مشکل کشائی ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پورا نہیں کر سکتا، تو پھر ان لوگوں کے ﴿لَا يَعْقِلُوْنَ﴾ ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے!!!

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝﴾

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اچھی طرح تحقیق کر لو، ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو لاعلمی کی وجہ سے نقصان پہنچا دو، پھر جو تم نے کیا اس پر پشیمان ہو جاؤ۔“

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا: ”فَاسِقٌ“ جو اللہ کی اطاعت سے نکل جائے۔ اس کا اکثر استعمال گناہِ کبیرہ کے مرتکب مسلمان پر ہوتا ہے، کبھی کافر پر بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ ﴾ [السجدة: ١٨]

''تو کیا وہ شخص جو مومن ہو وہ اس کی طرح ہے جو نافرمان ہو؟ برابر نہیں ہوتے۔''

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مجہول آدمی کی خبر بھی بلا تحقیق قبول نہیں کی جائے گی، کیونکہ اس کے فاسق ہونے کا احتمال ہے۔

''نَبَأ'' کوئی اہم خبر۔ امام راغب کے بقول ''خبر کو ''نَبَأ'' اس وقت کہتے ہیں جب اس سے کوئی عظیم فائدہ حاصل ہوتا ہو۔ ''فَتَبَيَّنُوْٓا'' یعنی کسی چیز کا خوب واضح ہو جانا، اور کسی چیز پر پوری طرح غور وفکر اور اس کی تحقیق کرنا اور اس کی حقیقت معلوم کر لینا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک ادب سکھایا ہے جس کا اہتمام دین و دنیا کے معاملات میں نہایت ضروری ہے، اور اس کی پابندی نہ کرنے سے بے پناہ نقصان کا اندیشہ ہے۔ وہ یہ کہ جب ان کے پاس کوئی فاسق شخص کوئی اہم خبر لے کر آئے تو اسے سنتے ہی سچا نہ سمجھ لیں، کیونکہ فاسق شخص جھوٹ بھی بول سکتا ہے۔ اس لیے جب تک خبر دینے والے کا علم نہ ہو جائے وہ خبر نہیں افواہ ہوتی ہے اور اس پر کان نہیں دھرنے چاہیے۔

اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ: یعنی ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ تم کسی فاسق کی خبر پر بلا تحقیق کوئی کارروائی کر گزرو، کسی پر حملہ کر کے اسے نقصان پہنچاؤ، ان کی غیبت کر بیٹھو، یا ان سے قطع تعلق کر لو۔

فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ: افواہیں عام پر غلط ہوتی ہیں، اور ان پر عمل کرنے کا نتیجہ اکثر پشیمانی اور پریشانی کی صورت میں نکلتا ہے۔

﴿ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۙ ﴾

''اور جان لو کہ تم میں اللہ کا رسول ہے، اگر وہ بہت سے کاموں میں تمہارا کہا مان لیں تو یقیناً تم مشکل میں پڑ جاؤ اور لیکن اللہ نے تمہارے لیے ایمان کو محبوب بنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیا اور اسے تمہارے دلوں میں مزین کر دیا اور اس نے کفر اور گناہ اور نافرمانی کو تمہارے لیے ناپسندیدہ بنا دیا، یہی لوگ ہدایت والے ہیں۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ: رسول اللہ ﷺ کا اپنی زندگی میں لوگوں کے درمیان بنفس نفیس موجود ہونا، اور آپ کی وفات کے بعد کتاب وسنت کا موجود ہونا اللہ تعالیٰ کا وہ عظیم انعام ہے جس کی قدردانی کرنا چاہیے، اور اس کی قدردانی یہ ہے کہ وہ ہر مسئلہ میں آپ سے اور آپ کی لائی ہوئی وحی (قرآن وسنت) سے رہنمائی حاصل کی جائے، اس کے باوجود جو شخص اپنی رائے پر اصرار کرتا ہے، جو درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمتِ جلیلہ سے جاہل ہے۔

لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ: یعنی رسول ﷺ کے احکام چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ علیم وحکیم ہے، اس کا ہر حکم علم وحکمت اور رحمت و مصلحت پر مبنی ہے، اس لیے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے سے تم ہر طرح کی مشقت اور مصیبت سے بچے رہو گے، کیونکہ دین آسان ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ [البقرۃ: ۱۸۵]

''اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ رکھتا ہے اور تمہارے ساتھ تنگی کا ارادہ نہیں رکھتا۔''

اس کے برعکس اگر رسول ﷺ تمہاری اطاعت کریں تو تم مشقت میں پڑ جاؤ گے، کیونکہ اوّل تمہارا علم ناقص ہے، تمہیں مستقبل کی کچھ خبر نہیں ہے، تمہیں معلوم نہیں کہ تم جسے اپنے لیے مفید سمجھتے ہو، ممکن ہے انجام کے لحاظ سے وہ نقصان دہ ہو۔ دوئم، سب کی بات یکساں نہیں ہوگی، ہر شخص ذاتی مفاد کی بات منوانے کی کوشش کرے گا، جسے پورا کرنا ممکن نہیں ہے۔ کائنات کا نظام اسی صورت میں چل سکتا ہے کہ وہ ایک اللہ کے حکم کے مطابق چلتا رہے، اور رسول اللہ ﷺ اسی مالک کائنات کے نمائندہ ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ﴾

[المؤمنون: ۷۱]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اور اگر حق ان کی خواہشوں کے پیچھے چلے تو سب آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے، یقیناً بگڑ جائیں“

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ: ایمان سے مراد یہاں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہے، جس میں تصدیق بالقلب، اقرار باللسان اور عمل بالارکان تینوں شامل ہیں۔ یعنی رسول اللہ ﷺ پر اپنی باتیں تھوپنے کی بجائے تمہارے دلوں میں ایمان یعنی اطاعت رسول ﷺ کی محبت ڈال دی، اور اسے تمہارے دلوں میں ایسا مزین کر دیا کہ تم خوش دلی سے رسول ﷺ کی اطاعت پر کار بند ہو گئے۔ اس لیے بعض اوقات بتقاضائے بشریت تم سے غلطی ہو جاتی ہے، مگر ایمان کی محبت اور کفر سے نفرت کی بدولت تم جلد ہی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہو اور گناہوں سے باز رہتے ہو۔

وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ: یعنی کفر، فسوق اور عصیان کو تمہارے لیے ناپسندیدہ بنا دیا۔ امام رازی کہتے ہیں: ”ایمان میں تصدیق بالقلب، اقرار باللسان اور عمل بالارکان تینوں شامل ہیں۔ کفر دل کی تصدیق نہ ہونا ہے، فسوق زبان سے اقرار نہ کرنا ہے اور عصیان عمل نہ کرنا ہے۔“ شیخ عبد الرحمن السعدی نے فرمایا: ”(کفر کا معنی تو ظاہر ہے) فسوق سے مراد بڑے گناہ (کبائر) اور عصیان سے مراد چھوٹے گناہ ہیں۔“ (واللہ اعلم)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ سے اپنی بات منوانے والے چند لوگ ہی تھے۔ ورنہ عام مسلمان اطاعت کے جذبے سے سرشار تھے۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ: یعنی یہ لوگ جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایمان کو محبوب بنا دیا ہے، اور اسے ان کے دلوں میں مزین کر دیا ہے، اور کفر، فسوق اور عصیان کو ان کے لیے ناپسندیدہ بنا دیا ہے، یہی لوگ کامل ہدایت والے ہیں۔ ”الرّٰشِدُوْنَ“ میں الف لام بیانِ کمال کے لیے ہے، اور حصر کا فائدہ بھی دے رہا ہے یعنی صحابہ ہی ہدایت پر ہیں، ان کے دشمن اور مخالف گمراہ ہیں۔ اس آیت میں صحابہ کرام کی بے حد فضیلت بیان ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ان کے وہ اوصاف حمیدہ بیان کیے اور آخر میں صریح الفاظ میں ان کے راہِ راست پر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہونے کی شہادت دی۔

﴿ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ ﴾

" (صحابہ کرام کو جو ملا ہے وہ سب) اللہ کی طرف سے اس کے فضل اور نعمت کی وجہ سے ہے، اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔"

فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً: یہ لوگ اللہ کے فضل اور اس کی نعمت کی وجہ سے کامل ہدایت والے ہیں، جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حقیقی فضل اور اس کی عظیم نعمت ایمان اور ہدایت پانا ہے، نہ کہ دنیا کا مال ومتاع اور جاہ وحشمت حاصل کرنا۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ: یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال علم وحکمت کی بنا پر انہیں اپنے نبی ﷺ کی صحبت کے لیے منتخب فرمایا ہے، ان کے دلوں میں ایمان کو محبوب ومزین کیا، کفر وفسوق اور عصیان کو ناپسندیدہ اور انہیں راہِ راست پر گامزن فرمایا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کی استعداد واہلیت پوری طرح جانتا تھا، اور اس کی حکمت کا تقاضا تھا کہ وہ انہیں اس مقام پر فائز فرمائے۔

﴿ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ ﴾

" اور اگر ایمان والوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو دونوں کے درمیان صلح کرا دو، پھر اگر دونوں میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس (گروہ) سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے، پھر اگر وہ پلٹ آئے تو دونوں کے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کرا دو، اور انصاف کرتے رہو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا: ظاہر بات ہے کہ ایک جگہ پر لوگوں کے اکٹھے رہنے سے حقوق وفرائض کے مسائل پیدا ہوجاتے ہیں، جس سے بعض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اوقات لڑائی تک نوبت پہنچ جاتی ہے، تو اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ ایسے مواقع پر مسلمان معاشرے کو کیا کردار ادا کرنا چاہیے۔

مسلم معاشرے پر فرض ہے کہ وہ نزاع کے اسباب حل کر کے فریقین کے درمیان صلح کرائیں۔ ان کے لیے جائز نہیں کہ مسلمانوں کو لڑتے دیکھ کر ان کو اسی حال پر چھوڑ دیں اور تماشا دیکھتے رہیں۔

قرطبی نے فرمایا: ”طائفہ کا لفظ ایک آدمی پر، دو پر اور زیادہ پر بھی بولا جاتا ہے۔ ”طَآئِفَتٰنِ“ میں لڑنے والے دو آدمی بھی شامل ہیں اور دو جماعتیں بھی، چھوٹی ہوں یا بڑی۔ آیت میں لڑنے والے فریقوں کے درمیان صلح کروانے کا حکم ہے، خواہ دو مسلمان آپس میں لڑ رہے ہوں یا زیادہ۔“

فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى: اگر فریقین میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے، یعنی وہ کتاب و سنت کے مطابق اختلاف دور کرنے اور صلح پر آمادہ نہ ہو اور دوسرے پر زیادتی کرے تو فرمایا:

فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ: یعنی مسلم معاشرے کو چاہیے کہ سب مل کر اس گروہ سے لڑیں جو زیادتی کرتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ زیادتی کرنے والے کو ہر ممکنہ طریقہ سے زیادتی سے روکا جائے، اور مظلوم کا ساتھ دیا جائے، جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے: ((انْصُرْ أخاكَ ظالِمًا أوْ مَظلُومًا......، أفَرَأَيْتَ إذا كانَ ظالِمًا، كيفَ أنْصُرُهُ؟ قالَ: تَحْجُزُهُ -أوْ تَمْنَعُهُ- مِنَ الظُّلْمِ)) ”اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو۔۔۔ لوگوں نے پوچھا ظالم کی مدد کیسے کریں، تو آپ نے فرمایا: اگر وہ ظالم ہو تو اس کو ظلم سے روکو......)“

(البخاري: 6952)

اگر باغی گروہ لڑائی کے بغیر نہ رکتا ہو تو اس سے لڑائی کی جائے، کیونکہ اس لڑائی کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، اور یہ جہاد کے حکم میں ہے۔ اس حکم کے مخاطب وہ لوگ ہیں جو طاقت استعمال کر کے زیادتی کا ازالہ کرنے پر قادر ہوں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰہِ: "تَفِیْءَ" کا معنی ہے لوٹنا، پلٹنا۔ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آنے کا مطلب یہ ہے کہ جو بات کتاب وسنت کی رو سے حق ہے باغی گروہ اسے قبول کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ باغی گروہ سے لڑتے وقت یہ بات مدنظر رکھنی چاہیے کہ لڑنے سے مقصود انہیں صلح پر مجبور کرنا ہے، انہیں ختم کرنا نہیں۔

جب لڑنے والے دو گروہ کسی مسلم حکومت کی رعایا ہوں، اور عام مسلمان انہیں صلح پر آمادہ نہ کر سکیں تو حکومت کا فریضہ ہے کہ انہیں صلح پر مجبور کریں یا مظلوم کا تحفظ کرے۔

لڑنے والے دونوں فریق بڑے طاقتور گروہ ہوں، یا دو مسلمان حکومتیں ہوں اور لڑائی دنیا کی خاطر ہو تو اہلِ ایمان کو چاہیے کہ اس فتنے میں حصہ لینے سے قطعی اجتناب کریں، اور دونوں فریقوں کو اللہ کا خوف دلا کر جنگ سے باز رکھنے کی کوشش کرتے رہیں۔

فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ: اگر زیادتی کرنے والا گروہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے تو دونوں گروہوں کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کروانے کا حکم ہے، یہ نہیں کہ کسی فریق کی بے جا رعایت کر کے یا دوسرے کو دبا کر صرف لڑائی روکنے کے لیے صلح کروائی جائے، ایسی صلح نہ پائیدار ہوتی ہے، نہ اس سے آئندہ کے لیے لڑائی کا دروازہ بند ہوتا ہے۔ اس لیے ایک فریق پر دوسرے کا جو حق ثابت ہوتا ہے وہ اسے دلا کر عدل کے ساتھ صلح کروانی چاہیے، فساد ختم کرنے کا یہی صحیح طریقہ ہے۔

وَاَقْسِطُوْا: اور انصاف کرو، عدل کرتے ہوئے صلح کرانے کا حکم دینے کے بعد دوبارہ "اَقْسِطُوْا" کہا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ لڑائی کے موقع پر بعض لڑنے والوں کے خلاف دل میں شدید نفرت پیدا ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے انسان درست فیصلہ نہیں کر سکتا، اس لیے تاکید کے لیے دوبارہ انصاف کا حکم دیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ پہلے جملے میں صلح کراتے ہوئے عدل کا حکم ہے اور "اَقْسِطُوْا" میں اپنے تمام معاملات میں انصاف سے کام لینے کا حکم ہے۔

انصاف یہ ہے کہ اپنے عقیدہ وعمل میں کمی وزیادتی سے بچ کر اعتدال کی راہ اختیار کی جائے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ: انصاف کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی محبت کی نوید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سنائی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ ظِلِّهِ يَوْمَ لاَ ظِلَّ إِلاَّ ظِلُّهُ، إِمَامٌ عَادِلٌ......)) [بخاري: ١٤٢٣]

''سات آدمی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ (سب سے پہلے جس کا ذکر فرمایا ہے) وہ عادل حکمران ہے۔''

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٠﴾﴾

''مومن تو بھائی ہی ہیں، پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ اور اللہ سے ڈرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ : لڑائی سے باز رکھنے کا سب سے مؤثر ذریعہ لڑنے والوں کو قرابت کا احساس دلانا ہے کہ دیکھو تم کس سے لڑ رہے ہو؟ اپنے ہی بھائی سے، یہ تو بہت ہی بری بات ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کی دینی قرابت کا احساس دلایا، جو نسبی قرابت سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔ اسلام کی آمد سے پہلے مدینہ کے لوگ نسبی قرابت کے باوجود ایک دوسرے کے شدید دشمن تھے، اللہ کی نعمت اسلام کی بدولت بھائی بھائی بن گئے۔ (جیسا کہ سورۃ آل عمران: ۱۰۳ میں ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ، وَلاَ يُسْلِمُهُ))

[بخاري: ٢٤٤٢]

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔''

مزید ارشادِ نبوی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((مَثَلُ المُؤْمِنِينَ في تَراحُمِهِمْ وتَوادِّهِمْ وتَعاطُفِهِمْ، كَمَثَلِ الجَسَدِ، إذا اشْتَكَى عُضْوًا تَداعَى له سائِرُ جَسَدِهِ بالسَّهَرِ والحُمَّى)) (بخاري: 6011، مسلم: 2586)

''تمام مومن آپس میں رحم دلی، محبت اور شفقت کرنے میں ایک جسم کی مانند ہیں، جب کسی ایک عضو کو بھی تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بے سکون اور بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔''

مزید فرمان ہے:

((المُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا))

(بخاري: 6026، مسلم: 2585)

'' مومن مومن کے لیے دیوار کی مانند ہے جس کی ہر اینٹ دوسری کو تقویت دیتی ہے۔''

فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ: سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کروا دو، خواہ فریقین ایک ایک فرد ہوں یا ایک ایک جماعت ہو۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ: یعنی صلح کرواتے وقت اس بات کو ملحوظ رکھو کہ تم اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کروا رہے ہو، جن کا تمہارے ساتھ بھی اخوت کا رشتہ ہے۔ لہٰذا اس رشتے کا خیال رکھو، اور عدل و انصاف کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اس طرح صلح کراؤ کہ کسی فریق کی حق تلفی نہ ہو۔ اگر تم اللہ سے ڈرتے ہوئے یہ فریضہ سرانجام دو گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔

یہ آیت دنیا بھر کے مسلمانوں کو ایک برادری میں منسلک کر دیتی ہے۔ جس میں کسی مسلک، جماعت، فرقہ اور گروہ کی تقسیم نہیں، مسلمان خواہ دنیا کے کسی کونے میں ہو، دوسرے سب مسلمان اسے اپنا بھائی سمجھتے ہیں۔ اسلام کے سوا ایسا رشتہ اور کہیں نہیں پایا جاتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۱۱﴾

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے، ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ کوئی عورتیں دوسری عورتوں سے، ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ اپنے لوگوں پر عیب لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو برے ناموں کے ساتھ پکارو، ایمان کے بعد فاسق ہونا برا نام ہے اور جس نے توبہ نہ کی سو وہی اصل ظالم ہیں۔''

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا: یہاں سے ان اخلاقی برائیوں کا تذکرہ شروع ہو رہا ہے جو اسلامی اخوت کو نقصان پہنچاتی اور باہمی عداوت اور لڑائی جھگڑے کا باعث بنتی ہیں۔ اس آیت میں ایسی تین چیزیں ذکر فرمائیں: (1) کسی کا مذاق اڑانا۔ (2) کسی پر عیب لگانا۔ (3) کسی کو برے لقب سے پکارنا۔

لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ: ''سَخِرَ يَسْخَرُ سَخَرًا'' استہزا، مذاق اڑانا، ٹھٹھا کرنا، وہ ہنسی جس سے دوسرے کی تحقیر اور دل آزاری ہو۔ جبکہ وہ ہنسی جس سے دوسرے کا دل خوش ہو وہ مزاح کہلاتی ہے، اور وہ جائز ہے۔

قوم کے لفظ میں اس کا ہر ہر فرد شامل ہے، یعنی کوئی فرد ذاتی حیثیت میں دوسرے کی کسی کمزوری کو نشانہ بنا کر اس کا تمسخر نہ اڑائے، اور نہ کوئی قومی حیثیت میں کسی دوسری قوم کی تحقیر کی جائے۔

مذاق اور تمسخر سے دلوں میں بغض پیدا ہوتا ہے۔ مذاق کا نشانہ بننے والا شخص یا گروہ اسے اپنی تذلیل سمجھتا ہے اور اس کا انتقام کے لیے موقع کی تلاش میں رہتا ہے، اور ظاہر ہے کہ انتقام کی کوئی حد نہیں ہوتی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی بھی شخص دوسرے کا تمسخر اسی وقت اڑاتا ہے جب وہ اس کو اپنے سے حقیر اور کمتر سمجھتا اور خود کو اس سے بہتر خیال کرتا ہے، اور یہی تکبر ہے، جس پر شدید وعید آئی ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ، قَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُوْنَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً، قَالَ إِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ)) [مسلم: ۹۱]

”وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا۔ ایک آدمی نے کہا: آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اور اس کا جوتا اچھا ہو (تو کیا یہ بھی تکبر ہے)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ تکبر تو حق کے انکار اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔“

عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ : مذاق سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مذاق اڑانے والا دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے، لیکن اسے کیا معلوم کہ اللہ کے ہاں معزز یا ذلیل کون ہے، ممکن ہے کہ جس کا مذاق اڑا کر توہین کی جا رہی ہے وہ اللہ کی جناب میں مذاق اڑانے والے سے بہتر اور معزز ہو، کیونکہ اللہ کے ہاں اچھا یا برا ہونے کا دارومدار ظاہری شکل و صورت یا قوم اور خاندان پر نہیں، بلکہ دل کے تقویٰ اور عمل صالح پر ہے، پھر دارومدار موجودہ حالت پر نہیں بلکہ خاتمے پر ہے، کیا معلوم اس کا خاتمہ آپ سے بہتر ہو جسے تم حقیر سمجھ رہے ہو۔

وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ : قرآن مجید میں عموماً احکام کے لیے مردوں کو مخاطب کیا گیا ہے، عورتیں طبعاً اس میں داخل ہوتی ہیں، لیکن یہاں عورتوں کو الگ سے بھی خطاب فرمایا، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ عیب مردوں کی نسبت عورتوں میں زیادہ پایا جاتا ہے، اس لیے انھیں اس گناہ سے بطور خاص روکنے کی ضرورت ہے۔

دوسری بات کہ اس آیت میں مردوں کو مردوں سے اور عورتوں کو عورتوں سے ٹھٹھا کرنے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مسلم معاشرے میں مردوں اور عورتوں کی ملی جلی معاشرت کی گنجائش ہی نہیں، یہاں مردوں اور عورتوں کی مجلسیں الگ الگ ہوتی ہیں، اس لیے دونوں کو الگ الگ منع فرمایا ہے۔

مذاق زبان سے کیا جائے یا کسی کے نقص کی طرف اشارہ کیا جائے یا نقل اتاری جائے، ہر طرح کا مذاق حرام ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

((حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا - تَعْنِيْ قَصِيْرَةً فَقَالَ لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ، قَالَتْ: وَحَكَيْتُ لَهُ إِنْسَانًا فَقَالَ مَا أُحِبُّ أَنِّيْ حَكَيْتُ إِنْسَانًا وَ إِنَّ لِيْ كَذَا وَكَذَا)) [أبو داؤد: ٤٨٧٥، وقال الألباني صحيح]

"آپ کو صفیہ سے یہی کچھ کافی ہے کہ وہ چھوٹے قد کی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یقیناً تم نے ایسی بات کی ہے کہ اگر سمندر کے پانی میں ملا دی جائے تو وہ سارے پانی کو خراب کر دے۔" عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: "اور میں نے آپ کے سامنے کسی انسان کی نقل اتاری؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں پسند نہیں کرتا کہ میں کسی انسان کی نقل اتاروں، خواہ مجھے فلاں فلاں چیز مل جائے۔"

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ: "لمز" کا معنی ہے کسی پر عیب لگانا، خفیہ کلام کے ساتھ آنکھ کا اشارہ کرنا، دھکا دینا، مارنا۔ جیسا کہ فرمان ہے:

﴿ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝ ﴾

"ہلاکت ہے ہر عیب لگانے، طعن کرنے والے کے لیے۔"

اللہ تعالیٰ نے یہ کہنے کے بجائے کہ 'کسی پر عیب نہ لگاؤ' یہ فرمایا کہ 'اپنے آپ پر عیب نہ لگاؤ'، یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ فرمایا: ﴿ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ﴾ "اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔" [النساء: ٢٩]

اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ تمام مسلمان "كَالْجَسَدِ الْوَاحِدِ" (ایک جسم کی مانند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں، لہٰذا کسی مسلمان بھائی پر عیب لگانے والا درحقیقت اپنے آپ پر عیب لگا رہا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ عیوب سے تو کوئی بھی پاک نہیں ہے، لہٰذا جب آپ کسی پر عیب لگائیں گے تو جواباً وہ بھی آپ کی عیب جوئی کرے گا۔

عیب جوئی کی صرف ایک صورت میں اجازت ہے کہ جب کسی مسلمان بھائی کو نصیحت کرنا مقصود ہو تو الگ تھلگ لے جا کر اسے اس کی غلطی بتائی جائے اور نصیحت کی جائے، جس طرح آئینہ غلطی بتاتا ہے مگر شور نہیں کرتا، اسی طرح مسلمان کا عیب عام لوگوں کو نہ بتایا جائے۔ کسی مسلمان کا عیب معلوم ہو جائے تو اس پر پردہ ڈالنے کا حکم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

[بخاري: ٢٤٤٢، عن ابن عمر رضی اللّٰه عنهما]

''جو کسی مسلم پر پردہ ڈالے، اللہ تعالیٰ اس پر پردہ ڈالے گا۔''

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ: ''اَلنَّبَزُ'' (نون اور باء کی زبر کے ساتھ) برے لقب کو کہتے ہیں، مثلاً لنگڑا، لولا، اندھا، کالا، ٹھگنا، کبڑا، گدھا، لومڑ یا کوئی بھی نام جس سے کسی کو تکلیف ہوتی ہو، اسی طرح اگر کسی سے کوئی گناہ ہوا ہو، تائب ہونے کے بعد عار دلانے کے لیے اسے چور یا زانی یا شرابی کہہ کر پکارنا۔ لقب ایسے نام کو کہتے ہیں جس سے کسی خوبی یا خامی کا اظہار ہوتا ہو، خواہ آدمی نے خود اپنے لیے رکھا ہو یا کسی دوسرے نے رکھ دیا ہو۔ یہاں ﴿ وَلَا تَنَابَزُوْا ﴾ کے قرینے سے لقب سے مراد برا نام ہے، کیونکہ اچھے القاب سے پکارنا تو قابلِ تعریف ہے، جیسے ابوبکر صدیق، عمر فاروق وغیرہ ہیں۔ یہ محبت پیدا کرنے اور اسے قائم رکھنے کا باعث ہے۔ اس کے برعکس ایسے نام سے نہ پکاریں جس سے وہ ناراض ہو، یا اس کی توہین و تذلیل ہوتی ہو۔

اس حکم سے وہ القاب مستثنیٰ ہیں جو کسی کی پہچان بن چکے ہوں، ان سے مقصود تحقیر یا تذلیل نہ ہو، بلکہ تعارف مقصود ہو اور نام والا بھی اسے برا نہ سمجھتا ہو، جیسے مشہور محدث سلیمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

'الاعمش' (چندھیائی ہوئی آنکھوں والا)، واصل 'الاحدب' (کبڑا)، حمید 'الطویل' (لمبا)، اسی طرح ابوہریرہ اور ذوالیدین ابوتراب صحابہ کے القاب ہیں۔

بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ: اس سے معلوم ہوا کہ اوپر جن چیزوں سے روکا گیا ہے وہ سب فسوق ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ جو شخص ان کاموں کا ارتکاب کرے وہ مومن ہونے کے باوجود فاسق ہے اور یہ بہت بری بات ہے کہ ایک مومن آدمی کا نام فاسق رکھا جائے۔ " بَعْدَ الْإِيْمَانِ " (ایمان کے بعد) اس لیے فرمایا کہ اگر تم ایمان کا شرف حاصل نہ کر چکے ہوتے تو فاسق یا بدمعاش کہلانے میں کوئی عار والی بات نہ تھی، لیکن اب ایمان لانے کے بعد ایسے ناموں کا تم پر آنا بہت بری بات ہے، یعنی کوئی شخص مومن ہونے کے باوجود بدزبانی میں اپنا نام پیدا کرے تو یہ بہت شرمناک بات ہے۔

لہٰذا ایک مسلمان کو ایسے کام سے اجتناب کرنا چاہیے جس سے اس پر فسق کا نام آئے۔

وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ: "الف لام" کمال کا ہے، یعنی اگرچہ ہر گناہ کرنے والا ظالم ہے، مگر توبہ سے اس ظلم کی تلافی ہو جاتی ہے۔ اصل ظالم وہی ہیں جو گناہوں پر اصرار کرتے ہیں اور توبہ کیے بغیر فوت ہو جاتے ہیں۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۲﴾

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت سے گمان سے بچو، یقیناً بعض گمان گناہ ہیں اور نہ جاسوسی کرو اور نہ تم میں سے کوئی دوسرے کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے بھائی کا گوشت کھائے، جب کہ وہ مردہ ہو، سو تم اسے ناپسند کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو، یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔"

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا......: پچھلی آیت میں مسلمانوں کے باہمی تعلقات خراب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے والی تین ظاہری چیزوں (مذاق اڑانا، عیب لگانا اور برے نام سے پکارنا) سے منع فرمایا تھا۔ اس آیت میں ان تین خفیہ چیزوں سے منع فرمایا ہے جو لڑائی کا باعث ہیں، مثلاً بدگمانی، جاسوسی اور غیبت۔ یہ تینوں کام انتہائی کمینگی اور بزدلی کی علامت ہیں، ایسا کرنے والا شخص سامنے آکر بات کرنے کی بجائے پیٹھ پیچھے بات کرتا ہے، تاکہ وہ آدمی اس کی بات کا جواب نہ دے سکے۔

اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ......: کسی مسلمان بھائی کے متعلق جو سنیں یا دیکھیں اس سے اس کے متعلق برا گمان قائم نہ کریں، بلکہ جہاں تک ہو سکے مومن کے تمام اقوال و اعمال سے متعلق اچھا گمان رکھیں، زیادہ بدگمانی سے بچیں، کیونکہ بعض گمان تو بالکل بے بنیاد اور گناہ ہوتے ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے بعض گمانوں کو گناہ قرار دیا ہے، سب کو نہیں، کیونکہ ظن اور گمان کی کئی قسمیں ہیں:

(1) مطلوب و محمود گمان: جو اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور نیک لوگوں سے حسن ظن رکھنا ہے، یہ گمان واجب ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ سے حسنِ ظن رکھنا تو ایمان کی بنیاد ہے۔

(2) ظن غالب: جو کسی دلیل یا مضبوط علامت کے ساتھ قوی ہو جائے، اس پر یقین کرنا اور عمل کرنا درست ہے۔ شریعت کے اکثر احکام اس پر مبنی ہیں اور دنیا کے تقریباً تمام کام اسی پر چلتے ہیں، مثلاً عدالتوں کے فیصلے، گواہوں کی گواہی۔

دلائل سے جو علم حاصل ہو اس پر بھی اگرچہ ظن کا لفظ بولا جاتا ہے، مگر حقیقت میں یہ علم ہی ہے اور اس پر عمل واجب ہے۔

(3) جائز بدگمانی جو لوگ اپنے برے کاموں کے ساتھ معروف ہوں مثلاً چوری، زنا کاری وغیرہ۔ ایسے لوگوں کے متعلق بدگمانی سے منع نہیں کیا گیا اور ان کے متعلق بدگمانی پیدا ہونا فطری بات ہے۔

(4) ناجائز بدگمانی، وہ ہے جہاں بھلائی اور برائی یکساں ہو، اور جو بے دلیل ہو، مثلاً ایک آدمی جو ظاہر میں صالح ہے، اس کے عیوب پر اللہ کی طرف سے پردہ پڑا ہوا ہے، عام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشاہدہ میں وہ عفیف اور امانت دار ہے اور اس کے بد دیانت یا گناہ گار ہونے کی کوئی دلیل یا علامت موجود نہیں ہوتی۔ اس کے باوجود بدگمانی حرام ہے۔

اسی کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ))

[صحيح بخاري: ٦٠٦٦]

''گمان سے بچو! کیونکہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے۔''

اسے سب سے جھوٹی بات اس لیے کہا گیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے متعلق بدگمانی کرتا ہے تو وہ دلیل کے بغیر ہی فیصلہ کر لیتا ہے کہ وہ شخص ایسا ایسا ہے، حالانکہ وہ شخص ایسا نہیں ہوتا۔ تو اس کے اس فیصلے کو جھوٹ کہا گیا ہے، اور سب سے بڑا جھوٹ اس لیے کہ اس نے بغیر کسی قرینے یا سبب کے محض شیطانی بہکاوے میں آ کر مسلمان بھائی کو برا اور غلط قرار دے دیا۔

جس طرح دوسرے مسلمان کے حق میں بدگمانی کرنا منع ہے، اسی طرح اس پر فرض ہے کہ وہ خود بھی ہر ایسے کام سے اجتناب کرے جس سے کسی کے دل میں اس کے متعلق بدگمانی پیدا ہو۔ نبی ﷺ مسجد میں اعتکاف کیے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ صفیہ رضی اللہ عنہا کسی غرض سے تشریف لائیں۔ جب جانے لگیں تو نبی ﷺ ان کے ساتھ نکلے تو گلی سے دو انصاری گذر رہے تھے، انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تو تیز چلنے لگے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

((عَلَى رِسْلِكُمَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ))

''آرام سے چلو! یہ (میری بیوی) صفیہ بنت حیی ہے۔''

انہوں نے کہا: ''سبحان اللہ! یا رسول اللہ! (بھلا ہم آپ کے متعلق برا گمان کر سکتے ہیں)۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ، وَ إِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يُلْقِيَ فِيْ أَنْفُسِكُمَا شَيْئًا))

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"شیطان انسان میں خون کی طرح گردش کرتا ہے، تو میں ڈرا تھا کہ وہ تمہارے دلوں میں کوئی بات ڈال دے۔" [بخاری: ۲۰۳۸]

وَلَا تَجَسَّسُوا: "جَسَّ يَجُسُّ جَسًّا" کوئی چیز معلوم کرنے کے لیے ہاتھ سے ٹٹولنا، جاسوسی کرنا، خفیہ باتیں معلوم کرنے کی کوشش کرنا۔ جاسوسی دراصل برے گمان کا لازمی نتیجہ ہے، کیونکہ آدمی جب کسی کے متعلق دل میں برا گمان قائم کر لیتا ہے تو اسے ثابت کرنے کے لیے اس کی جاسوسی کرتا اور اس کے ان عیوب کی ٹوہ میں رہتا ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈال رکھا ہے۔ یہ ایمانی ہمدردی اور اخوت کے سراسر خلاف ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ، وَلاَ تَحَسَّسُوْا، وَلاَ تَجَسَّسُوْا، وَلاَ تَنَاجَشُوْا، وَلاَ تَحَاسَدُوْا، وَلاَ تَبَاغَضُوْا، وَلاَ تَدَابَرُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا))

[بخاري: ٦٠٦٦، ٦٧٢٤]

"گمان سے بچو! کیونکہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے اور نہ ٹوہ لگاؤ، نہ جاسوسی کرو، نہ دھوکے سے (خرید و فروخت میں) بولی بڑھاؤ، نہ ایک دوسرے پر حسد کرو، نہ ایک دوسرے سے دل میں کینہ رکھو، نہ ایک دوسرے سے قطع تعلق کرو، اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔"

ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ قَلْبَهُ ! لاَ تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِيْنَ وَلاَ تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ، فَإِنَّهُ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ، وَ مَنْ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ فِيْ بَيْتِهِ)) [أبو داوٗد: ٤٨٨٠، قال الألباني حسن صحيح]

"اے وہ لوگو! جو اپنی زبان کے ساتھ ایمان لائے ہیں اور ایمان ان کے دلوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں داخل نہیں ہوا ! مسلمانوں کی غیبت مت کرو اور نہ ہی ان کے چھپے ہوئے عیبوں کا پیچھا کرو، کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے عیبوں کا پیچھا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں کا پیچھا کرے گا، اور جس کے عیبوں کا پیچھا اللہ تعالیٰ کرے وہ اسے اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے بھی رسوا کر دے گا۔‘‘

اگر کوئی دلیل یا قرینہ موجود ہو تو بدگمانی کی گنجائش ہے مثلاً اسلام کے دشمنوں کی جاسوسی یا امن و امان کی خرابی کا باعث بننے والے لوگوں کی جاسوسی کرنا جائز ہے، بلکہ مسلم حکمران پر لازم ہے کہ وہ اپنی رعایا کے حالات سے واقف رہے، اور اللہ کی حدود کو پامال کرنے والوں کی سرکوبی کرتا رہے، مگر اس کے لیے کسی طرح جائز نہیں کہ محض گمان کی بنا پر تجسس یا کوئی کارروائی کرے۔

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا: ’’ لَا يَغْتَبْ ‘‘ کسی کی عدم موجودگی میں اس کی وہ بات کرنا جس کا ذکر اسے ناپسند ہو۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [أَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ؟] ’’کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟‘‘ انہوں نے کہا: ’’اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ] ’’تمہارا اپنے بھائی کی ایسی بات کا تذکرہ جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔‘‘ عرض کیا گیا: ’’اگر میرے بھائی میں وہ چیز موجود ہو جو میں کہہ رہا ہوں (تو کیا پھر بھی غیبت ہے)؟‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [إِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَ إِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ] ’’اگر اس میں وہ چیز موجود ہے جو تم کہہ رہے ہو تو تم نے اس کی غیبت کی، اور اگر اس میں وہ چیز موجود نہیں تو تم نے اس پر بہتان لگایا‘‘ [مسلم: ۲۵۸۹]۔ اور سب سے بڑا اور گھناؤنا سود کسی مسلمان کو بے عزت کرنا ہے، ارشاد نبوی ہے: (إِنَّ مِنْ أَرْبَى الرِّبَا الِاسْتِطَالَةَ فِي عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ) [صحیح ابوداود: 4876] ’’بے شک سب سے بڑا سود مسلمان پر عزت کے حوالے سے عیب لگانا۔‘‘

اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ: اس جملے میں غیبت سے کئی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

طریقوں سے شدید نفرت دلائی گئی ہے۔ چنانچہ اس میں غیبت کے ساتھ کسی بھائی کی عزت و آبرو تار تار کرنے کو انسان کا گوشت کھانا قرار دیا، پھر کسی دوسرے انسان کا نہیں بلکہ اپنے بھائی کا اور وہ بھی زندہ کا نہیں بلکہ مردہ بھائی کا۔ پھر ایسی شدید قابل نفرت چیز سے محبت کرنے کی عار دلاتے ہوئے پوچھا کہ تم اتنی گندی اور مکروہ چیز سے محبت کرتے ہو۔ پھر "اَحَدُکُمْ" فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی ایک یہ پسند کرتا ہے؟ مطلب یہ کہ لاکھوں کروڑوں میں سے کوئی ایک بھی یہ پسند نہیں کرتا، تو تم اس قدر مکروہ کام کیونکر کرتے ہو!؟

فَكَرِهْتُمُوهُ: یعنی اگر تمہارے سامنے مردہ بھائی کا گوشت پیش کیا جائے تو یقیناً تم اس سے نفرت کرو گے لیکن غیبت شوق سے کرتے ہو۔

غیبت کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے ساتھ تشبیہ اس لیے دی ہے کہ جس طرح مردہ اپنا گوشت کھانے سے کسی کو روک نہیں سکتا، اسی طرح جس کی غیبت کی جا رہی ہے وہ پاس موجود نہ ہونے کی وجہ سے اپنا دفاع نہیں کر سکتا۔

جس طرح غیبت کرنا حرام ہے اسے سننا بھی حرام ہے، کیونکہ سننے والا بھی غیبت میں برابر کا شریک ہے، اگر وہ خاموش رہ کر تائید نہ کرے تو غیبت کرنے والے کو اس کام کی جرأت ہی نہیں ہو سکتی۔ دونوں ہی اپنے مردہ بھائی کے گوشت سے لذت حاصل کر رہے ہیں، ایک غیبت کر کے اور دوسرا اسے سن کر۔ اس لیے غیبت سننے سے بھی پرہیز کرنا چاہیے، بلکہ اپنے مسلم بھائی کی عزت کا دفاع کرتے ہوئے غیبت کرنے والے کو اس سے منع کرنا چاہیے۔

اور عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:

((مَنِ اغْتِيبَ عِنْدَهُ مُؤْمِنٌ فَنَصَرَهُ جَزَاهُ اللّٰهُ بِهَا خَيْرًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنِ اغْتِيبَ عِنْدَهُ مُؤْمِنٌ فَلَمْ يَنْصُرْهُ جَزَاهُ اللّٰهُ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ شَرًّا))

[الادب المفرد للبخاري ص(220-221) صححه الباني]

"جس کسی کے پاس اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی گئی اور اس نے اس کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دفاع کیا تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا وآخرت میں جزائے خیر دیتا ہے، اور جس کسی کے پاس اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی گئی اور اس نے اس کا دفاع نہ کیا تو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اسے برا بدلہ دیتا ہے۔‘‘

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ: یعنی اللہ کا ڈر ہی ہے جو ان کاموں سے آدمی کو باز رکھ سکتا ہے جن سے ان آیات میں منع فرمایا گیا ہے، اگر تقویٰ نہ ہو تو برائی سے بچانے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ لہٰذا اللہ سے ڈرو اور ان تمام گناہوں سے توبہ کرو، یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا اور نہایت رحم والا ہے۔

غیبت کیسے ہوتی ہے؟ امام نووی نے غیبت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا: ’’خواہ وہ چیز اس کے بدن سے تعلق رکھتی ہو یا دین سے یا دنیا سے، اس کی شکل وصورت کے بارے میں ہو یا اخلاق، مال، اولاد، والدین اور بیوی بچوں کے متعلق ہو یا اس کے لباس، چال ڈھال، بول چال، خندہ پیشانی یا ترش روئی کے متعلق، غرض اس سے تعلق رکھنے والی کسی چیز کا ذکر ہو جو اسے ناپسند ہو غیبت ہے۔ پھر خواہ یہ ذکر زبان سے کیا جائے یا تحریر سے، اشارے سے ہو یا کنائے سے، اشارہ خواہ آنکھ سے ہو یا ہاتھ سے، سر کے ساتھ ہو یا جسم کے کسی حصے کے ساتھ، یہ سب غیبت میں شامل ہے۔‘‘

بدن کی غیبت مثلاً اس کی تنقیص کے لیے اندھا، لنگڑا، کانا، گنجا، ٹھگنا، لمبوترا، کالا، کبڑا یا اس قسم کا کوئی اور لفظ استعمال کرے۔

دین کے بارے میں غیبت یہ ہے کہ اسے فاسق، چور، خائن، ظالم، نماز میں سست، پلید، ماں باپ کا نافرمان یا بدمعاش وغیرہ کہے۔

دنیا کے بارے میں مثلاً اسے نکما، باتونی، پیٹو وغیرہ کہے۔

اخلاق کے متعلق مثلاً اسے بدخلق، متکبر، ریاکار، جلدباز، بزدل یا سٹریل قرار دے۔

اس کے نسب کے متعلق مثلاً جولاہا، موچی، کالا، حبشی وغیرہ کہہ کر اس کی تنقیص کرے۔

غیبت کی ایک صورت اس کی نقل اتارنا ہے، مثلاً اس کے اٹک اٹک کر بات کرنے یا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ناک میں بولنے کی، لنگڑا کر چلنے کی، کبڑا ہونے کی یا چھوٹے قد کا ہونے کی نقل اتارے۔ غرض کوئی بھی حرکت جس کا مقصد کسی مسلم بھائی کی تنقیص ہو غیبت ہے اور حرام ہے۔

غیبت کب کی جاسکتی ہے؟ بعض اوقات کسی مسلم بھائی کی غیبت جائز بھی ہو جاتی ہے۔ امام نووی اور علامہ غزالی نے غیبت کے جواز کے چھ مواقع گنوائے ہیں:

(1) ظلم پر فریاد، یعنی مظلوم کو حق ہے کہ ظالم کے خلاف بات کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ﴾ [النساء : ١٤٨]

''اللہ بری بات کے ساتھ آواز بلند کرنا پسند نہیں کرتا سوائے اس کے جس پر ظلم کیا جائے۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا)) [بخاري: ٢٣٩٠]

''یقیناً حق والے کو بات کرنے کی گنجائش ہے۔''

بہتر یہ ہے کہ وہ بادشاہ یا قاضی یا کسی ایسے شخص کے پاس اپنی مظلومیت کا تذکرہ کرے جو اس کی مدد کر سکتا ہو۔

(2) کسی گناہ یا برے کام سے روکنے کے لیے ایسے لوگوں کو اطلاع دینا جو اسے روک سکیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی آیات و احادیث اس کی دلیل ہیں۔ اگر مقصد اس کام کرنے والے کی تذلیل ہو تو یہ جائز نہیں۔

(3) فتویٰ لینے کے لیے مفتی کے سامنے کسی کا نقص ذکر کرے تو یہ جائز ہے، مثلاً ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا: ''ابوسفیان بخیل آدمی ہے (مجھے اتنا خرچ نہیں دیتا جو میرے اور میرے بچوں کے لیے کافی ہو) تو کیا مجھ پر کوئی گناہ تو نہیں اگر میں اس کے علم کے بغیر اس کے مال میں سے کچھ لے لوں؟'' آپ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((خُذِيْ أَنْتِ وَ بَنُوْكِ مَا يَكْفِيْكِ بِالْمَعْرُوْفِ))

[بخاري: ۲۲۱۱، ۵۳٦٤]

”تمہارے اور تمہارے بچوں کے لیے جتنا کافی ہو معروف طریقے کے ساتھ لے لیا کرو۔“

رسول اللہ ﷺ نے ہند رضی اللہ عنہا کو اپنے خاوند کا عیب بیان کرنے پر منع نہیں فرمایا، کیونکہ اس کا مقصد مسئلہ پوچھنا تھا۔

(4) مسلمانوں کی خیر خواہی کے لیے اور انہیں شر سے بچانے کے لیے کسی کی برائی سے آگاہ کرے تو یہ جائز ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا، آپ نے فرمایا:

((اِئْذَنُوْا لَهُ، بِئْسَ أَخُو الْعَشِيْرَةِ)) [بخاري: ٦٠٥٤]

”اسے اجازت دے دو، یہ خاندان کا برا آدمی ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس شخص کی برائی سے آگاہ کرنا ضروری خیال کیا تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے تعلق کو کسی دھوکے کے لیے استعمال نہ کر سکے۔

مسلمانوں کی خیر خواہی اور انہیں شر سے بچانے میں بہت سی چیزیں آ جاتی ہیں، مثلاً حدیث کے راویوں پر اور مقدمے کے گواہوں پر جرح جائز بلکہ واجب ہے، اور اس پر امت کا اتفاق ہے۔ دوسرے جب کوئی شخص کسی کے ساتھ رشتہ کرنے یا امانت رکھنے یا مشارکت کرنے یا ہمسائیگی اختیار کرنے، کاروبار یا کوئی اور معاملہ کرنے کے متعلق مشورہ پوچھے تو صحیح صحیح بات بتا دے۔

(5) جو شخص کھلم کھلا اللہ کی نافرمانی کرتا ہو، لوگوں کو لوٹتا ہو، علانیہ شراب پیتا ہو، اپنے گناہوں کو چھپانے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا اور ان کا تذکرہ کرنے کو تو برا محسوس نہیں کرتا، جبکہ غیبت ان چیزوں کا ذکر ہے جسے وہ ناپسند کرے۔

(6) کوئی شخص کسی لقب کے ساتھ مشہور ہو، اس کے بغیر اس کی پہچان نہ ہوتی ہو اور وہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اسے برا بھی نہ جانتا ہو تو اسے اس لقب سے ذکر کرنا جائز ہے، خواہ اس میں اس کا کوئی نقص ہی بیان ہو رہا ہو، مثلاً محدثین کے ناموں کے ساتھ اعمش (جس کی آنکھیں چندھیائی ہوئی ہوں)، اعرج (لنگڑا)، اصم (بہرا) اور اعمیٰ (نابینا) وغیرہ لگتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ مقصد اس کی تنقیص نہ ہو۔

قرآن مجید کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا﴾ کہ مسلمان ایک دوسرے کی غیبت نہ کریں۔ اسی طرح "ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ" سے بھی ظاہر ہے کہ صرف مسلمان کی غیبت حرام ہے۔ کافر ہمارا دینی بھائی نہیں، اس لیے اس کی غیبت میں کوئی گناہ نہیں۔

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝۱۳﴾

"اے لوگو! بے شک ہم نے تمھیں ایک نر اور ایک مادہ سے پیدا کیا اور ہم نے تمھیں قومیں اور قبیلے بنا دیا، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک تم میں سب سے عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، پوری خبر رکھنے والا ہے۔"

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى: پچھلی آیات میں جن چھ گناہوں سے منع فرمایا، ان کا بنیادی سبب اپنے آپ کو اونچا اور دوسروں کو نیچا سمجھنا ہے۔ جاہلیت میں اپنے قبیلے پر فخر اور دوسروں کو حقیر سمجھنے کی بیماری عام تھی۔ ہر قبیلے کے شاعر اور خطیب اپنے قبیلے کی برتری ثابت کرنے کے لیے دوسرے قبیلے کو استہزا، تمسخر اور طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے، حتیٰ کہ بڑے شاعروں اور مضبوط خطیبوں نے اپنے مخالف قبیلوں کو بالکل ہی لوگوں کی نگاہوں سے گرا دیا۔

کسی قوم، ملک یا قبیلے میں پیدا ہونے یا کسی رنگ یا زبان والا ہونے میں کسی کا اپنا کوئی دخل یا اختیار نہیں، یہ سب اللہ تعالیٰ کے فیصلے ہیں۔ اس لیے ان میں سے کوئی چیز بھی دوسروں پر برتری کا باعث نہیں ہو سکتی، برتری صرف اس چیز میں کامیابی کی بدولت حاصل ہوتی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس میں انسان کی کارکردگی ہوتی ہے اور وہ اللہ کا تقویٰ ہے۔ اس لیے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ اس کے بغیر کسی عربی کو عجمی پر، گورے کو کالے پر یا آزاد کو غلام پر کوئی برتری حاصل نہیں۔ ہاں، تقویٰ کے ساتھ فضیلت کی کوئی اور وجہ بھی جمع ہو جائے تو اسے برتری حاصل ہوگی، جیسے کسی کو متقی ہونے کے ساتھ قریشی یا ہاشمی ہونے کا شرف بھی حاصل ہو، یا ایسی قوم کا فرد ہونے کا جو شجاعت یا ذہانت یا کسی اور خوبی میں معروف ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے دو آدمی قرآن کی قراءت میں برابر ہوں تو امامت کے وقت ان میں سے بڑی عمر والے کو مقدم کیا جائے گا۔

وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ: ”شُعُوْبًا“ ”شَعْبٌ“ کی جمع ہے، بہت بڑا قبیلہ اور قبیلہ اس کی شاخ کو کہتے ہیں۔

لِتَعَارَفُوْا: یعنی قوموں، قبیلوں یا خاندانوں میں تقسیم کا مطلب کسی کی برتری نہیں، بلکہ یہ تقسیم ایک دوسرے سے پہچان کے لیے بنائی ہے۔ مثلاً عبداللہ نام کے کئی آدمی ہیں، ان میں سے ایک کی تعیین قریشی، اس کے بعد ہاشمی اور اس کے بعد عباسی کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ اس پہچان ہی کے ذریعے سے آدمی اپنی رشتہ داری سے آگاہ ہوتا ہے اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرتا اور صلہ رحمی کرتا ہے۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ: یعنی تکریم کا باعث تقویٰ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ، مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَ فَاجِرٌ شَقِيٌّ، أَنْتُمْ بَنُوْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ، لَيَدَعَنَّ رِجَالٌ فَخْرَهُمْ بِأَقْوَامٍ، إِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِنْ فَحْمِ جَهَنَّمَ، أَوْ لَيَكُوْنُنَّ أَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجِعْلَانِ الَّتِيْ تَدْفَعُ بِأَنْفِهَا النَّتْنَ))

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور اس کے آبا و اجداد پر فخر کو ختم کر دیا ہے۔ (آدمی دو ہی قسم کے ہیں) متقی مومن ہے یا بدبخت فاجر۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے تھے۔ آدمی کو ایسے لوگوں پر اپنا فخر ترک کر دینا چاہیے جو جہنم کے کوئلوں میں سے محض ایک کوئلہ ہیں، یا پھر وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پاخانے کے کیڑوں سے بھی زیادہ ذلیل ہوں گے، جو گندگی کو اپنی ناک کے ساتھ دھکیلتے ہیں۔" [أبو داوٗد، الأدب: ٥١١٦، عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ و قال الألباني صحيح]

ایامِ تشریق میں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَ إِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ، أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى أَعْجَمِيٍّ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ، وَلَا لِأَحْمَرَ عَلٰى أَسْوَدَ، وَلَا أَسْوَدَ عَلٰى أَحْمَرَ، إِلَّا بِالتَّقْوٰى)) [مسند أحمد : ٤١١/٥، ح : ٢٣٤٨٩، قال شعيب الأرنؤوط إسناده صحيح]

"اے لوگو! سن لو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے۔ سن لو! نہ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی برتری حاصل ہے اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر، نہ کسی سرخ کو کسی کالے پر اور نہ کسی کالے کو کسی سرخ پر، مگر تقویٰ کی بنا پر۔"

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلٰى صُوَرِكُمْ وَ أَمْوَالِكُمْ وَ لٰكِنْ يَنْظُرُ إِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ ۔ [مسلم: ٢٥٦٤/٣٤]

"اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا، بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے۔"

اہل علم نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ نکاح میں کفو (جوڑ) ہونے کے لیے اسلام کے علاوہ کوئی شرط معتبر نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی پھوپھی کی بیٹی زینب بنت جحش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہا کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ اس لیے یہ جو مشہور ہے کہ سید لڑکی کا نکاح غیر سید سے نہیں ہو سکتا، درست نہیں۔ ویسے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کو لفظ ''سید'' کے ساتھ خاص کرنا بھی محض رواج ہے۔ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہونے کے باوجود ابولہب جہنمی ہے اور غلام ہونے کے باوجود بلال رضی اللہ عنہ کے جوتوں کی آواز جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے (بطور خادم) سنائی دے رہی ہے، اور جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

أَبُوْ بَكْرٍ سَيِّدُنَا، وَأَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِيْ بِلَالًا۔ [بخاري: ۳۷۵٤]

''ابوبکر ہمارا سید ہے اور اس نے ہمارے سید بلال کو آزاد کیا۔''

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ: یعنی اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، پوری خبر رکھنے والا ہے۔ وہی جانتا ہے کہ کس کے دل میں تقویٰ زیادہ ہے، جس کی وجہ سے اسے سب سے زیادہ معزز ہونے کا شرف حاصل ہے۔ تو جب کسی کو دلوں کا حال معلوم ہی نہیں تو کوئی کسی پر فخر کیسے کر سکتا ہے اور کسی کو حقیر کیسے سمجھ سکتا ہے!؟

قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ وَإِنْ تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُمْ مِنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

''بدویوں نے کہا ہم ایمان لے آئے، کہہ دیجیے! تم ایمان نہیں لائے اور لیکن یہ کہو کہ ہم مطیع ہو گئے اور ابھی تک ایمان تمھارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو گے تو وہ تمھیں تمھارے اعمال میں کچھ کمی نہیں کرے گا، بے شک اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

قَالَتِ الْاَعْرَابُ: ''اَلْاَعْرَابُ'' جس کا واحد: اعرابی ہے، عرب کے صحراء اور بادیہ (یعنی دور دراز دیہاتوں) میں رہنے والے ہیں، اس وجہ سے انہیں بدو بھی کہا جاتا ہے۔ اس سے مراد وہ بعض اعراب ہیں جو مدینہ کے گرد رہتے تھے اور اسلام کی قوت کو دیکھ کر مسلمان ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئے تھے، دل میں تکذیب بھی نہیں تھی کہ انہیں منافق کہا جا سکے، اور ایمان ویقین پوری طرح دل میں داخل نہیں ہوا تھا کہ انہیں صحابہ کی طرح پکا سچا مومن کہا جائے۔

اٰمَنَّا: ''ہم ایمان لے آئے''، یہاں ان اعراب کے ایمان کے دعوے کا بیان کیا ہے، کہ انہوں نے محض زبانی اقرار جو مصلحتوں کے پیشِ نظر تھا کو ایمان کا نام دے دیا، حالانکہ ایمان: زبان کا اقرار، دل کی تصدیق اور اعضاء کے عمل کا نام ہے، جو نیکی سے زیادہ اور برائی سے کم ہو جاتا ہے، اور صرف زبانی دعوے سے ہی حاصل نہیں ہو جاتا۔

قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ان سے کہو کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ ہم اسلام لے آئے۔ واضح رہے کہ قرآن وحدیث میں عام طور پر ایمان اور اسلام ایک ہی معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ کہہ کر اپنی جناب میں معتبر دین اسلام کو قرار دیا۔ ظاہر ہے وہاں وہی دین معتبر ہے جو دل کے یقین سے ہو، صرف ظاہری اعمال تو وہاں کچھ حیثیت نہیں رکھتے، جس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام کوئی دو مستقل متقابل اصطلاحیں نہیں ہیں، اسلام اگر حقیقی اور سچا ہو تو وہی ایمان ہے۔

لیکن جب ایمان حقیقی نہ ہو بلکہ صرف ظاہری اطاعت ہو تو اسلام اور ایمان میں فرق کیا جائے گا، لہذا ایسے موقع پر اسلام سے مراد ظاہری احکام کی پابندی اور ایمان سے مراد قلبی یقین ہوتا ہے، جیسا کہ حدیث جبریل میں ہے۔ یہاں بھی ایسا ہی ہے، اور یہی امام بخاری وغیرہ کا قول ہے، مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمیشہ ایمان سے مراد دلی یقین اور اسلام سے مراد ظاہری اعمال ہوتے ہیں، بلکہ بعض اوقات اسلام سے مراد دل سے مان لینا ہوتا ہے، جیسا کہ فرمایا:

﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ﴾ [الأنعام: ١٢٥]

''تو وہ شخص جسے اللہ چاہتا ہے کہ اسے ہدایت دے، اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح بعض اوقات ایمان سے مراد صرف زبانی کلمہ پڑھنا ہوتا ہے، جیسا کہ فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ﴾ [النساء:١٣٦]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! (یعنی جنھوں نے ایمان کا اقرار کیا ہے) ایمان لے آؤ (یعنی دل سے مان لو)''

یہاں فرمایا، ان سے کہو کہ تم ایمان نہیں لائے، بلکہ یوں کہو کہ ہم اسلام لے آئے ہیں۔ یعنی ہم کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گئے ہیں اور اس کے ظاہری احکام پر عمل شروع کر دیا ہے۔

وَ لَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ: ''اور ابھی تک ایمان تمھارے دلوں میں داخل نہیں ہوا'' اس جملے سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ اگرچہ پکے مومن نہیں تھے مگر منافق بھی نہیں تھے، کیونکہ وہ دل سے رسول اللہ ﷺ کو جھوٹا نہیں جانتے تھے۔ ان کے تردد کی وجہ سے ان کے ایمان کی نفی کی گئی، اور اگلی آیت میں مومن ان لوگوں کو قرار دیا جو ایمان لائے پھر انہوں نے شک نہیں کیا۔ ''لَمَّا'' کے لفظ سے ظاہر ہے کہ اگرچہ وہ ابھی تک ایمان نہیں لائے تھے، مگر آئندہ ان کے دلوں کے اندر ایمان داخل ہونے کی امید تھی۔

وَ اِنْ تُطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَا یَلِتْكُمْ ......: ''لَاتَ یَلِیْتُ'' کسی کے حق میں کمی کرنا۔ یعنی اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمھارے اعمال میں کچھ کمی نہیں کرے گا۔ ظاہر ہے ان دونوں کی اطاعت کی شرطِ اول ان پر سچے دل سے ایمان و یقین رکھنا ہے۔ اس میں انہیں اخلاص و یقین کی ترغیب دلائی ہے، یعنی اسلام کے احکام پر ثواب کی امید بھی اس وقت ہو سکتی ہے جب ظاہر و باطن سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہو۔

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد اعمال کا پورا ثواب دینا اور اس میں کمی نہ کرنا صرف اللہ کا کام ہے، رسول ﷺ کا نہیں۔ اس لیے ''لَا یَلِتْ'' واحد کا صیغہ استعمال فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ: یعنی اطاعت کے بعد پہلی کوتاہیوں کو اللہ معاف کر دے گا، کیونکہ وہ گناہوں پر بے حد پردہ ڈالنے والا نہایت رحم والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ﴿١٥﴾﴾

''مومن تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، پھر انہوں نے شک نہیں کیا اور انہوں نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہی لوگ سچے ہیں۔''

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ......: اعراب (بدویوں) کے ایمان کے دعوے کی نفی کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایمان کی ایک باطنی اور ایک ظاہری شرط بیان فرمائی۔ چنانچہ فرمایا مومن تو صرف وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے، پھر شک میں مبتلا نہیں ہوئے، اور انہوں نے اپنے ایمان و یقین کا ثبوت مال و جان کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کر کے دیا۔ یہی لوگ ہیں جو ایمان کے دعوے میں سچے ہیں۔ رہے وہ لوگ جو دعویٰ ایمان کا کرتے ہیں مگر جب جہاد کا موقع آتا ہے تو اس سے جان بچاتے ہیں، وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔

﴿الَّذِينَ آمَنُوا﴾ ایسا ایمان جس میں اللہ کی وحدانیت کا اقرار کر کے اس کا حکم قبول کرنا اور اس کی اطاعت کرنا ہے، ان کے برخلاف ایسے لوگ ہیں جو اسلام کے سچے ہونے کا اقرار کرتے ہیں لیکن اسے دین کے طور پر قبول نہیں کرتے جیسے ابوطالب نے اقرار کیا کہ محمد ﷺ کا دین سچا ہے، لیکن قبول نہیں کیا۔ ابوطالب کا مشہور شعر ہے:

وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِأَنَّ دِينَ مُحَمَّدٍ
خَيْرَ أَدْيَانِ الْبَرِيَّةِ دِينًا

''میں جانتا ہوں کہ محمد کا دین دنیا کے تمام دینوں سے بہتر ہے۔''

تو ان کے محض اقرار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا: نہ تو اللہ کی وحدانیت میں شک کیا، اور نہ محمد ﷺ کی رسالت و نبوت میں شک کیا، بلکہ علم و عمل میں اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی پابندی کی۔ ﴿أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾ ابن زید فرماتے ہیں: انہوں نے اپنے ایمان کی تصدیق اپنے اعمال سے کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۱۶﴾

”کہہ دے کیا تم اللہ کو اپنے دین سے آگاہ کر رہے ہو، حالانکہ اللہ جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔“

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ: تعلیم کسی کو کوئی بات بتانے کا سب سے مضبوط اور پختہ طریقہ ہوتا ہے۔ چونکہ وہ بار بار اپنے ایمان کا اور دین دار ہونے کا دعویٰ کرتے تھے، ان کے بار بار دعوے کو اللہ تعالیٰ نے سکھانا پڑھانا قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کو سکھانے چلے ہو کہ تم پکے مومن اور دین دار ہو، اور یہ سمجھے بیٹھے ہو کہ اسے تمہارے دل کا حال معلوم نہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ تو آسمانوں کی ہر چیز کو اور زمین کی ہر چیز کو جانتا ہے، اور اللہ ہر چیز کو پوری طرح جاننے والا ہے۔

مذکورہ آیت سے علماء نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ نیت کا زبان سے کہنا جائز نہیں، کیونکہ زبان سے نیت کرنے کا معنی یہ ہے کہ اللہ کو بتانا کہ میں کیا کرنے چلا ہوں، جبکہ اللہ تعالیٰ دل کی حالت کو جانتا ہے، لہٰذا اللہ کو بتانے کی ضرورت نہیں کہ آپ کیا کر رہے ہو۔

﴿يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۱۷﴾

”وہ تجھ پر احسان جتلاتے ہیں کہ وہ اسلام لے آئے، کہہ دے مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتلاؤ، بلکہ اللہ تم پر احسان کرتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کے لیے ہدایت دی، اگر تم سچے ہو۔“

يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا: بنو اسد کے اعراب ”اٰمَنَّا“ (ہم ایمان لے آئے) کہہ کر دراصل رسول اللہ ﷺ پر اپنے مسلمان ہونے کا احسان جتلا رہے تھے۔ دراصل وہ یہ کہنا چاہ رہے تھے کہ قریش آپ سے جنگ کرتے ہیں، لیکن ہم نے آپ سے صلہ رحمی کی ہے۔ لہٰذا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس کے بدلے میں ان کے تقاضے اور فرمائشیں پوری کرنی چاہییں، جیسے چودھری اور سردار کسی سیاسی پارٹی میں شامل ہو کر اس پر احسان رکھتے ہیں اور پارٹی کے سربراہ سے اپنے مفادات حاصل کرتے ہیں۔

قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ : اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ان سے کہہ دیجیے کہ اپنے اسلام کا مجھ پر احسان مت رکھو، کیونکہ کوئی مسلمان ہوتا ہے تو اس کا فائدہ اسی کو ہے، اگر نہیں ہوتا تو اس کا نقصان بھی اسی کو ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا﴾ ”جس نے کوئی نیک عمل کیا تو وہ اس کے لیے ہے اور جس نے برائی کی تو وہ اسی پر ہے۔“ [حٰمٓ السجدة : ٤٦] تمھارے اسلام لانے یا نہ لانے سے میرا کوئی مفاد وابستہ نہیں۔

بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ : اللہ تعالیٰ تم پر اپنا احسان جتلاتا اور یاد کرواتا ہے کہ اس نے تمھیں ایمان لانے کی ہدایت دی، یعنی اس کی توفیق بخشی۔

ابن سعدی فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کا بندوں پر ہدایت و ایمان کا احسان روزی اور مال سمیت ہر ظاہری و باطنی نعمت سے بڑھ کر ہے۔

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ: یعنی اللہ تعالیٰ کا ایمان کی ہدایت دینے کا احسان بھی تم پر اسی صورت میں ہے اگر تم اپنے ایمان کے دعوے میں سچے ہو، ورنہ ابھی تک تمھارے دعوے کی تصدیق نہیں ہوئی۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۸﴾

”بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزوں کو جانتا ہے اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔“

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ......: اس سے پہلے یہ ذکر ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان و زمین میں موجود تمام چیزوں کو پوری طرح جانتا ہے۔ اس آیت میں اسی کی مزید

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تاکید فرمائی کہ یہ نہ سمجھنا کہ وہ آسمان وزمین کی محض ظاہری اشیاء کو جانتا ہے، بلکہ وہ ان اشیاء کو بھی جانتا ہے جو نگاہوں سے غائب ہیں، خواہ پہلے گزر چکی ہیں یا اب موجود ہیں یا آئندہ ہوں گی، اور تم جو کچھ کر رہے ہو یا آئندہ کرو گے اللہ تعالیٰ اسے خوب دیکھنے والا ہے۔

علم غیب صرف اللہ کی ذات کو ہے: قرآن مجید میں بہت ساری آیات میں اس کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ غیب کا علم صرف اللہ کے پاس ہے، ملاحظہ فرمائیں:

﴿وَعِندَهُۥ مَفَاتِحُ ٱلْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ﴾ [الانعام: 59]

''اور اسی (اللہ) کے پاس غیب کی چابیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

مزید فرمایا:

﴿قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ٱلْغَيْبَ إِلَّا ٱللَّهُ﴾ [النمل: 65]

''کہہ دیجیے کہ آسمان وزمین میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔''

میرے استاد شیخ ابن عثیمین فرماتے ہیں: "غیب سے مراد ہر وہ چیز ہے جو محسوسات سے غائب ہو، اور یہ غیب کا علم کسی مخلوق کو نہیں، ام المؤمنین عائشہ فرماتی ہیں: جو شخص آپ سے یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کل کی خبر تھی تو اس نے یقیناً جھوٹ بولا، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَا تَدْرِى نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ (لقمان: 34)

''اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ اس نے کل کیا کرنا ہے۔''

علامہ قشیری فرماتے ہیں: ''جو شخص یہاں ٹھہر کر تھوڑا سا غور وفکر کرے گا اس کی زندگی بدمزہ ہو جائے گی، کیونکہ کسی کو خبر نہیں کہ اس کے غیب میں کیا لکھا ہے اور اس کا انجام کیا ہونے والا ہے، اور ایمان کی نعمت اس کے پاس موت تک رہے گی یا نہیں۔ پھر دعویٰ کس بات کا اور احسان کیسا؟

❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صبح وشام کے اذکار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صبح وشام کے اذکار

① رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح کے وقت ''آیت الکرسی'' پڑھتا ہے وہ شام تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے اور جو شام کے وقت پڑھتا ہے وہ صبح تک شیطان سے محفوظ ہو جاتا ہے۔(صحيح الترغيب : 662)

② نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص آخری تین سورتیں (سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) تین مرتبہ صبح اور تین مرتبہ شام کے وقت پڑھتا ہے، یہ عمل اسے ہر چیز سے کافی ہو جاتا ہے۔(سنن أبو داود: 5082)

③ صبح کے وقت یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ النُّشُورُ.

''اے اللہ! ہم نے تیری ہی توفیق سے صبح کی اور تیری توفیق سے ہی شام کریں گے، تیرے نام کے ساتھ ہم زندہ ہیں اور تیرے نام کے ساتھ ہی ہم مریں گے، اور تیری طرف ہی اُٹھ کر جانا ہے۔''

اور شام کے وقت یہ پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ. (سنن الترمذی: 3391)

''اے اللہ! ہم نے تیری ہی توفیق سے شام کی اور تیری توفیق سے ہی صبح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریں گے، تیرے نام کے ساتھ ہم زندہ ہیں اور تیرے نام کے ساتھ ہی ہم مریں گے، اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔"

④ جو شخص صبح وشام سات سات مرتبہ یہ کلمات پڑھ لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی تمام پریشانیوں میں اس کو کافی ہو جائے گا۔

حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ.

(سنن أبي داود: 5081)

"مجھے اللہ ہی کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہ عرشِ عظیم کا پروردگار ہے۔"

⑤ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي وَآمِنْ رَوْعَاتِي، اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِي، وَأَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي. (سنن أبي داود: 5074)

"اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں معافی اور عافیت مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے اپنے دِین، دُنیا، اہلِ خانہ اور مال کے متعلق درگزر کرنے اور (ہر نقصان سے) محفوظ رکھنے کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میرے عیب چھپا دے، میرے اندیشوں اور خطرات سے مجھے امن دے۔ اے اللہ! میرے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں اور اوپر سے میری حفاظت فرما اور میں اس بات سے تیری عظمت کی پناہ میں آتا ہوں کہ میں اپنے نیچے کی طرف سے ہلاک کر دیا جاؤں۔"

⑥ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے تو اسے شام تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور جو شخص شام کے وقت تین مرتبہ یہ کلمات پڑھ لے تو صبح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک وہ ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رہے گا:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ. (سنن أبي داود: 5088)

''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ کہ جس کے نام سے کوئی بھی چیز، چاہے وہ زمین میں ہو یا آسمان میں؛ نقصان نہیں پہنچا سکتی، اور وہ سننے والا علم رکھنے والا ہے۔''

⑦ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح وشام تین تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہو جاتا ہے کہ روزِ قیامت اس کو راضی کرے:

رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا. (مسند أحمد: 18967)

''میں اس بات پر راضی ہوں کہ اللہ میرا رب ہے، اسلام میرا دین ہے اور محمد ﷺ میرے نبی ہیں۔''

⑧ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا طَيِّبًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا (صبح کے وقت)(سنن ابن ماجه: 925)

''اے اللہ! یقیناً میں تجھ سے نفع بخش علم، پاکیزہ رزق اور مقبول عمل کا سوال کرتا ہوں۔''

⑨ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (شام کے وقت تین مرتبہ) (صحيح مسلم: 2709)

''میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں (ہر) اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔''

❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یادداشت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

تعارف رمضان کورس

رسول اللہ ﷺ نے علم دین سیکھنے کو فرض قرار دیا ہے، مزید فرمایا: مسلمان کی زندگی دو صورتوں میں گزرنی چاہیے: وہ علم سیکھ رہا ہو یا دوسروں کو علم سکھا رہا ہو۔ جب تک مسلمان اس حکم پر عمل پیرا رہے دنیا میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور سپر پاور بن کر رہے، پھر جیسے جیسے تعلیم و تعلم سے دور ہوتے گئے ویسے ویسے کمزور ہوتے گئے۔ آج حالت یہ ہے کہ پچاس پچاس برسوں سے مسجد میں جانے اور نماز پڑھنے والے شریعت کے بنیادی مسائل سے بھی واقف نہیں ہیں۔

اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے الھدایہ انٹرنیشنل کے ذمہ داران نے فہم دین کورس کے نام سے ایک نصاب تیار کیا، جو ہر قسم کی فرقہ درایت سے پاک قرآن وسنت کی خالص تعلیمات سادہ اندازہ میں دی گئی ہیں۔ یہ نصاب اسلامی عقائد، تفسیر القرآن، حدیث وسیرت النبی ﷺ اور اخلاقیات پر مشتمل ہے۔ حالات اور سہولت کے پیش نظر اسے چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر کورس چار ماہ پر محیط ہے۔ علاوہ ازیں رمضان شارٹ کورس، سمر شارٹ کورس اور کڈز شارٹ کورس بھی ہیں۔ رمضان کورس آپ کے ہاتھ میں ہے، جس میں اسلامی عقیدہ، طہارت ونماز، اور اخلاقیات پر مشتمل ہے۔

اس کے علاوہ مختلف مساجد میں علماء کرام کے دروس، رمضان میں افطاری پروگرام بھی کرائے جاتے ہیں۔

یہ سب کورس فری ہیں، کسی بھی مد میں طالب علم سے کوئی فیس وصول نہیں کی جاتی۔

الھدایہ انٹرنیشنل کے فروغ علم کے یہ عظیم الشان منصوبہ جات اصحاب خیر کے تعاون سے چلاتا ہے۔ آپ بھی اس خیر میں حصہ ڈال کر ان تبلیغی، تعلیمی، تربیتی اور رفاعی پروگرامز میں معاون بنیں۔

والسلام عبد الرحمن عزیز

نوٹ: اپنے ادارے/مساجد میں یہ کورس کرانے کے لیے یا مالی تعاون کے لیے رابطہ کریں:

محمد وقاص ارشد 0321-4182778 حافظ زین العابدین 0315-7626806

Designed By: عبدالواسع 0307-4122161

دار المصنفین
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
G/F-3 ہادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
0308-4131740 0300-4262092
Facebook/Dar-ul-Musannifeen
darulmusannifeen@gmail.com
1234567198